عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۲۳ تا ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق ۵ تا ۱۱ جولائی ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۶

قیمت: ۷ روپے

صحابہ کرامؓ کا مقام و مرتبہ

اسلام اور تسخیر کائنات

قادیان سے اسرائیل تک

مسیلمۂ قادیان کے بارہ نشان

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

احکام شریعت کے خلاف جلوس نکالنے والی عورتوں کا شرعی حکم:

س..... بات یہ ہے کہ ایک گروہ کے لوگ اللہ کی کتاب کو اور رسول اکرم ﷺ کو مانتے ہیں مگر آخری نبی نہیں مانتے جس کی بنا پر ان کو غیر مسلم قرار دیدیا گیا ہے۔ اخباروں کے ذریعہ آپ کو اور عوام کو بھی معلوم ہو چکا ہے کہ چند خواتین نے لاہور میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے خلاف جلوس نکالا اور اسلامی احکام کو ماننے سے انکار کیا تو کیا یہ خواتین ایمان سے خارج اور مرتد نہیں ہوئیں؟ جبکہ حضرت [redacted] نے ایک نام نہاد مسلمان کا یہودی کے حق میں ہمارے پیارے رسول اکرم ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنے پر سر گردن سے جدا کر دیا تھا' اس طرح نوح کی اہلیہ کو اپنے نبی اور شوہر کی اطاعت نہ کرنے پر جہنم میں ڈال دیا' اور فرعون کافر کی اہلیہ حضرت آسیہ کو جنت میں ایمان کی بدولت اعلیٰ مقام عطا کر دیا جس کی شہادت قرآن پاک میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن عورتوں نے اللہ اور رسول خدا کے خلاف احتجاج کیا ہے مندرجہ بالا کی روشنی میں مرتد ہوگئیں یا نہیں؟ ان کا نکاح اپنے مسلمان شوہروں سے باقی رہا ہے یا از خود فسخ ہو گیا؟ اگر وہ مر جائیں تو مسلمانوں کی قبروں میں کیا دفن کی اجازت ہے؟ ان کی اولاد سے مسلمان شادی بیاہ کا رشتہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ بات قابل ستائش اور مبارکبادی ہے کہ لاہور کی نرسوں نے اپنے ایمان کی حفاظت کی اور مغرب زدہ دریدہ دہن اور اسلام دشمن جلوس خواتین سے بیزاری کا برملا اظہار کیا' جس کے صلہ میں جنت کی خواتین بی بی آسیہ اور رابعہ خاتون اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہم نشینی کی سعادت حاصل کریں گی۔ اس ضمن میں ایک بات عرض کرنا ہے کہ علماء دین کو حضرت اعظم اور دیگر علماء حق کا کردار ادا کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ شریعت عدالت سے ملحدہ اور دریدہ دہن عورتوں کے خلاف رٹ کی درخواست پر ان عورتوں کے کافرانہ احتجاج پر ان کی حیثیت کو متعین کرالیا جائے کہ یہ مومنہ ہیں یا نوح کی اہلیہ اور لوط کی اہلیہ کی فہرست میں شامل ہیں جن کا انجام قرآن نے بتادیا ہے۔

مکرر عرض ہے کہ ایک حدیث کے مفہوم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جن کے ہاتھ میں اقتدار ہے اگر وہ اوامر کے فروغ میں مدد نہ کریں اور برائی کو اپنی طاقت سے نہ روکیں تو مبادا کوئی ظالم ملک پر اللہ تعالیٰ مسلط نہ کردے' جو بوڑھے اور بچوں پر رحم نہ کرے اور ظلم سے نجات کی دعا مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ دعا قبول نہ کریں جس کا مظاہرہ ۱۹۷۱ء میں ہوا اور حاجیوں کی دعا رد کردی گئی۔

اس لئے پاکستان کے حکمراں اور خدا کی دی ہوئی زمام اقتدار کے مالک ملک سے اگر فحاشی بدکاری اور سنگین جرائم کو نہیں روک سکتا تو اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوگی اس لئے چندروزہ عیش کو شیطان کا سبز باغ سمجھ کر فوراً تائب ہو جائیں تاکہ زلزلہ کا آنا بند ہو جائے۔ (فاعتبروا یااولی الابصار)

ج:..... کوئی مسلمان جو اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو وہ اسلام اور اسلامی احکام کے خلاف کیسے احتجاج کر سکتا ہے؟ جن خواتین نے اسلامی احکام کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا میرا قیاس یہ ہے کہ وہ جلوس سے پہلے بھی مسلمان نہیں تھیں' اور اگر تھیں تو اس احتجاج کے عہد اسلام سے خارج ہوگئیں۔ اگر انہیں آخرت کی نجات کی کچھ بھی فکر ہے تو اپنے اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں لیکن اندازہ یہ ہے کہ مرنے سے پہلے ان لوگ اپنے کئے پر ندامت نہیں ہوگی' بلکہ وہ مسئلہ بتانے والوں کو گالیاں دیں گی۔

اللہ اور رسول کی اطاعت سے انبیاءؑ کی معیت نصیب ہوگی' ان کا درجہ نہیں:

س:..... بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت کریمہ "ومن یطع اللہ والرسول الخ" (النساء:۶۹) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء علیہم السلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں' اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔" اور اس کی تشریح یہ بتلاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نبی' صدیق' شہید اور صالح کا درجہ مل سکتا ہے۔ کیا یہ مطلب اور تشریح درست ہے؟ اگر نہیں تو اس کے صحیح مطلب اور تشریح سے مطلع فرمائیں؟

ج:..... یہ تشریح دو وجہ سے غلط ہے' ایک تو یہ کہ نبوت ایسی چیز نہیں جو انسان کو کسب و محنت اور اطاعت و عبادت سے مل جائے' دوسرے اس لئے کہ اس سے لازم آئے گا کہ اسلام کی چودہ صدیوں میں کسی کو بھی اطاعت کاملہ کی توفیق نہ ہوئی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کوشاں رہیں گے گو ان کے اعمال کم درجے کے ہوں لیکن ان کو قیامت کے دن انبیاء کرام' صدیقین' شہداء اور مقبولان الٰہی کی معیت نصیب ہوگی۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرستِ اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۱ | ۲۳ تا ۲۹ / ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق ۵ تا ۱۱ / جولائی ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۶

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
اسلام اور تسخیر کائنات	6
صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ	12
قادیان سے اسرائیل تک	15
مسلمانوں کے مسائل اور ان کا دینی فریضہ	21
مسیلمۂ قادیان کے بارہ نشان	23
کامیاب زندگی	26

زرتعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک؍ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶۔۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غدار پاکستان..................ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی

کنور ادریس سکہ بند قادیانی ہیں۔ موصوف سابق بیوروکریٹ ہیں۔ وہ صوبہ سندھ کے چیف سیکریٹری اور ممتاز بھٹو کی عبوری حکومت میں وزیر بھی رہے۔ وہ جس شعبہ میں بھی گئے اس میں ان کی شہرت اچھی نہیں رہی۔ موصوف کا دور وزارت 'ظفر اللہ قادیانی کے بعد پاکستان کی وزارتی تاریخ کا سیاہ ترین دور تھا۔ ان کے سہ ماہی دور وزارت کا ہر روز ان کے خلاف مظاہروں' احتجاج' ہڑتالوں اور مذمتی بیانات سے پُر تھا۔ موصوف چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں' جس کا مزاج غیرت اور حیا سے عاری تھا' اس لئے موصوف بھی حیا و غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے خلاف ہونے والے احتجاج کو تسلیم کر کے مستعفی ہونے کے بجائے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ وزارت پر قابض رہے۔ موصوف کی ایک قابل ذکر خصوصیت ان کا اسلام دشمن اخبار روزنامہ ''ڈان'' کا مستقل کالم نگار ہونا بھی ہے۔ اردشیر کاؤس جی کی طرح کنور ادریس بھی اپنے کالم میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑانے اور قادیانیت کے فروغ اور قادیانیوں کو مظلوم ثابت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ گزشتہ دنوں موصوف نے ڈان اخبار کی ۲۳/ جون کی اشاعت میں '' کلام' سلام اور اے کیو خان'' کے عنوان سے ممتاز پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان' بھارتی سائنس دان ڈاکٹر عبدالکلام اور بدنام زمانہ ڈاکٹر عبدالسلام پر ایک مضمون لکھا جس میں انہوں نے روایتی قادیانی تعصب کا مظاہرہ کیا۔ موصوف نے اپنے کالم میں بھارتی وزیراعظم واجپائی کی جانب سے صدارتی امیدوار ڈاکٹر عبدالکلام کی حمایت کو بھارتی ریاست گجرات کے رسوائے زمانہ وزیر اعلیٰ نریندر موڈی کی وجہ سے خراب ہو جانے والے بھارتی امیج کی اصلاح و بہتری کا ذریعہ قرار دیا اور کہا کہ اس بھارتی اقدام سے گجرات کے ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ اس کے برعکس موصوف پاکستان میں کسی غیر مسلم کو ملک کا یا حکومت کا سربراہ بنانے پر عائد آئینی پابندی کو متعصبانہ قرار دیتے ہیں۔ موصوف اپنے کالم میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بارے میں بھی ہرزہ سرائی کرتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان تمام مسلمانوں کی طرح قادیانیوں کو کافر اور ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام ملنے کی وجہ اس کا قادیانی ہونا قرار دیتے ہیں۔ کنور ادریس مزید لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالکلام ''دو سو فیصد'' ہندوستانی ہے اور اس نے ہندوستان کا سر فخر سے بلند کیا جبکہ ڈاکٹر عبدالسلام درجہ میں اس سے بھی بڑھ کر پاکستانی ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام سابق صدر ضیاء الحق کو اس بات پر قائل نہ کر سکے کہ سائنس کی تدریس کے لئے ایک فنڈ قائم کیا جائے' جس میں بقول کنور ادریس کے وہ نوبل انعام میں ملنے والی تمام رقم عطیہ کرنا چاہتے تھے اور نہ ہی وہ دیگر حکومتوں کو مرکز برائے نظریاتی طبیعات قائم کرنے پر قائل کر سکے جو انہوں نے بعد ازاں ٹرسٹی (اٹلی) میں قائم کیا۔ نوبل انعام جس کے بل بوتے پر قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں ''پہلا احمدی مسلمان سائنسدان'' ہونے کا شور مچایا' اس کا پس منظر یہ ہے کہ اس انعام کا بانی ''الفریڈ نوبل'' ڈائنامائٹ کا موجد اور جنگی آلات' بارود وغیرہ پر تحقیقات کرنے والا سائنسدان تھا' اس نے اپنی جائیداد کا بڑا حصہ نوبل انعام کے لئے وقف کر دیا تھا' وقف کی اصل رقم بینک میں جمع کرا دی گئی تھی اور اس کے سود' جس کے لینے اور دینے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون قرار دیا ہے' سے آج تک یہ انعام دیا جاتا ہے۔ آج تک کسی مسلمان سائنسدان کو یہ انعام نہیں دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو یہ انعام کیوں دیا گیا؟ اس کی وجہ ملک کے نامور سائنسدان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے اپنے ایک انٹرویو میں یہ بیان فرمائی: ''وہ (یعنی نوبل انعام) بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا...... دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ (یہودی سائنسدان) آئن اسٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے' سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔'' نوبل انعام ملنے سے ایک دن پہلے لندن میں قادیانی جماعت کے زیر اہتمام محمود ہال میں سنڈے اسکول کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام نے خود کو ملنے والے نوبل انعام کو اپنے متبوع مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک ہذیان کی تصدیق قرار دیتے ہوئے مرزا کی یہ پیش گوئی سنائی کہ: ''میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔'' قادیانی جماعت نے اس انعام کے ملنے پر بے انتہا خوشیاں منائیں اور اسے اپنی سچائی کی علامت قرار دیا۔ اس سودی انعام کی کل رقم ڈاکٹر عبدالسلام نے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے وقف کر دی' اسے کہتے ہیں:

ختم نبوة

’’مال حرما بود بہ جائے حرما رفت ۔‘‘ اور کیوں نہ ہوتا کہ جب ڈاکٹر عبدالسلام کے مقتدا مرزا غلام احمد قادیانی جسم فروشی کی کمائی کو ’’تبلیغ اسلام‘‘ کے لئے خرچ کرنے کا فتوئی دیتے ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ’’سیرت المہدی‘‘)۔ اس حرام انعام کے ملنے پر خوشی کا اظہار مرزائیت کا شیوہ ہے جبکہ مسلمانوں کو اس انعام کا نہ ملنا بظاہر اللہ کی جانب سے انہیں اس لعنت سے بچائے جانے کی دلیل ہے۔

کنورادریس نے وزیراعظم واجپائی کی جانب سے ڈاکٹر عبدالکلام کی بحیثیت صدارتی امیدوار حمایت کو بھارت کے بارے میں تاثر کی بہتری کا ذمہ دار قرار دے کر اور پاکستان میں کسی غیر مسلم کو ملک کا یا حکومت کا سربراہ بنانے پر عائد آئینی پابندی کو متعصبانہ قرار دے کر دراصل بھارت نوازی کی حد کرتے ہوئے بھارت کو پاکستان سے بہتر قرار دیا ہے۔ انہیں یہ لکھتے ہوئے شرم نہ آئی کہ واجپائی کے اس اقدام سے گجرات کے ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ کنورادریس مزید لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالکلام ’’دوسو فیصد‘‘ ہندوستانی ہے اور اس نے ہندوستان کا سر فخر سے بلند کیا جبکہ ڈاکٹر عبدالسلام درجہ میں اس سے بھی بڑھ کر پاکستانی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام واقعی پاکستانی تھا لیکن اس کی نظر میں پاکستان کی کیا عزت وحرمت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ یحییٰ خان اور بھٹو کا سائنسی مشیر تھا لیکن جب قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو ڈاکٹر عبدالسلام احتجاجاً لندن جا بیٹھا۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو ہی کے دور میں جب ایک سائنسی کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا تو اس نے ان ریمارکس کے ساتھ دعوت نامہ وزیراعظم سیکریٹریٹ واپس بھجوا دیا کہ: ’’میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا۔‘‘ کیا ایسا شخص جو پاکستان کے بارے میں ایسے توہین آمیز اور ملعون الفاظ بکتا ہو پاکستان کا وفادار ہوسکتا ہے؟ کنورادریس جواب دیں کہ کیا ایسے شخص کو ڈاکٹر عبدالقدیر خان یا ڈاکٹر عبدالکلام پر فضیلت دینا لفظ ’’وفاداری‘‘ کی توہین نہیں؟ کیا کنورادریس کے نزدیک ملک سے وفاداری کا معیار در حقیقت ملک سے غداری کرنا ہے؟ اگر ڈاکٹر عبدالسلام ایسا ہی لائق سائنسدان تھا تو جب ہندوستان نے ۱۹۷۳ء میں ایٹمی دھماکہ کیا تھا تو ڈاکٹر عبدالسلام کو اس سے اگلے ہی دن پاکستان کی طرف سے ایٹمی دھماکہ کردینا چاہئے تھا‘ وہ اس وقت صدر پاکستان کا ایٹمی مشیر تھا اور یہ دھماکہ کرنا اس کے فرائض منصبی میں داخل تھا‘ لیکن کیا کیا جائے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کے بھارت کے سابق وزیراعظم راجیو گاندھی سے قریبی اور دوستانہ روابط تھے جن کی والدہ اندرا گاندھی اس عشرہ میں بھارت کی وزیراعظم تھیں‘ اس تناظر میں دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ پاکستان کا کس قدر مخلص تھا۔ اٹلی میں ڈاکٹر عبدالسلام کے قائم کردہ سائنسی تحقیق کے مرکز کو بھی اس کے دور میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا جس کا برملا اعتراف خود مرزا طاہر نے اپنے اٹلی کے دورہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا جسے قادیانی ماہنامہ ’’انصار اللہ‘‘ نے اپنی اکتوبر ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں شائع کیا۔ اس سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ جن ساٹھ ہزار سائنسدانوں کو اس سائنسی تحقیق کے مرکز نے تیار کیا ان میں سے کتنے قادیانی تھے؟ اور کتنے ایسے تھے جنہیں قادیانیت کے زہریلے انجکشن لگائے گئے؟ کنورادریس کا یہ کہنا کہ ڈاکٹر عبدالسلام سابق صدر ضیأ الحق اور دیگر پاکستانی حکومتوں کو مرکز برائے نظریاتی طبیعات اور سائنس کی تدریس کے لئے ایک فنڈ کے قیام پر قائل نہ کرسکے جس میں بقول کنورادریس کے وہ نوبل انعام میں ملنے والی تمام رقم عطیہ کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے بعد ازاں ٹرسٹی (اٹلی) میں یہ مرکز قائم کیا‘ حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ نوبل انعام ملنے کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام نے خرِ دجال کی طرح مسلم ممالک کا دورہ کیا ہے اور جگہ جگہ ’’اسلامی سائنس فاؤنڈیشن‘‘ قائم کرنے کا نعرہ بلند کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خیر خواہ اور ہمدرد ڈاکٹر عبدالسلام ہے۔ چنانچہ مسلم ممالک نے ’’اسلامی سائنس فاؤنڈیشن‘‘ کے نعرے سے مسحور ہوکر اس فاؤنڈیشن کے قیام کی منظوری دیدی اور قادیانی روزنامہ ’’الفضل‘‘ کے بقول ڈاکٹر عبدالسلام نے پانچ کروڑ ڈالر کی خطیر رقم مسلم ممالک سے اس کے لئے منظور کروائی اور اس کی ابتدائی قسط یعنی ساٹھ لاکھ ڈالر کی رقم وصول کرکے خاموشی سے ہضم کرگئے اور بعد میں وہ رقم قادیانیت پر خرچ ہوئی۔ کنورادریس کے اس مضمون پر ہمارا آخری تبصرہ یہی ہے کہ یہ مضمون اس قابل ہے کہ اس کے مصنف کے خلاف ملک سے بغاوت کا مقدمہ درج کیا جائے۔

علامہ اقبال مرحوم نے پنڈت نہرو کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ: ’’قادیانی‘ اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔‘‘ ہر وہ شخص جسے قادیانی ذہنیت کا مطالعہ کرنے کی فرصت میسر آئی ہو یا جسے قادیانیوں سے کبھی سابقہ پڑا ہو اسے علی وجہ البصیرت اس کا یقین ہوجائے گا کہ قادیانی‘ اسلام‘ مسلمانوں اور پاکستان کے غدار ہیں‘ اس معاملہ میں انہیں یہودیوں سے خاص مناسبت حاصل ہے اور موجودہ دور میں قادیانی‘ اسلام کے خلاف درحقیقت یہودیوں ہی کے ایجنڈا کی تکمیل کے لئے کام کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے عزائم کو خاک میں ملادے اور اسلام‘ مسلمانوں اور ملک کو ان کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اسلام اور تسخیر کائنات

علم کائنات اور اس کے اسرار و انکشافات درحقیقت ایمان و معرفت کا وسیلہ ہیں ان کو حیات انسانی کا مقصد بنالینا اور اصل مقصد کو نظر انداز کرکے وسیلہ ہی کو مقصدی حیثیت دے دینا نہ انسان کے لئے مفید ہے نہ صحت و عقل کے مطابق ہے اور نہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ انسان کی بقا اور اس کی ضروریات کا انحصار ان علوم و فنون پر نہیں ہے۔ اسلام نے اس کو یہ نصب العین دیا ہے کہ وہ کائنات کی مخلوق کو اپنے فکر و نظر کا مرکز و محور بنانے کی بجائے خالق کائنات سے ربط و قرب کو مطلوب و مقصود بنائے اور تکوینیات کے ان علوم کو بھی انسانی زندگی کے اسی اعلیٰ ترین نصب العین تک پہنچنے کا وسیلہ بنائے

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

دین اسلام اور دین اسلام کی آسمانی کتاب قرآن کریم کا بنیادی مقصد انسانیت کی تکمیل ہے یعنی انسان کو درندوں اور حیوانات کی صف سے نکالا جائے اور اس کی ایسی تربیت کی جائے اور اسے اعلیٰ اچھے اخلاق سے آراستہ کیا جائے کہ وہ دنیا میں باعزت اور پرسکون زندگی سے سرفراز ہوسکے اور عظیم الشان کارخانہ قدرت کے خالق و مالک کی خوشنودی حاصل کرسکے۔

وحی آسمانی اور ہدایات و تعلیمات نبوی کا مرکزی نقطہ یہ ہوتا ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی (جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے) معرفت تک رسائی حاصل کرسکے اور اس تخلیقی نظام کے نتائج پر غور کرے اور اس کے فوائد و منافع اور آثار و ثمرات کو سمجھے اور ان سے فائدہ اٹھا کر شکر بجالائے۔ انسان اپنی ذات اور کائنات میں خدا تعالیٰ کی واضح آیات و دلائل میں غور وخوض کرکے خالق و مالک کی عظمت و جلال کا گرویدہ ہوجائے اور انسان اپنی قیمت بھی سمجھ لے کہ اس کائناتی نظام کا مقصد انسان کی تکمیل حیات اور خدمت ہے اور انعام کرنے والی ذات کی ان حیرت انگیز نعمتوں کا دل و جان سے شکر ادا کرے نیز حقائق و معارف کی گہرائیوں تک پہنچ جائے کہ یہ تمام کارخانہ جو اس ملکوتی عجائب قدرت پر مشتمل ہے "بے مقصد تخلیق" نہیں بلکہ کوئی اہم مقصد پیش نظر ہے اور دل کی گہرائیوں سے اس حقیقت کا اعتراف کرلے کہ یہ جو انسان کی فانی حیات ہے اس کے لئے ربوبیت کا یہ حیرت افزا نظام وجود میں آیا ہے اور وحی الٰہی کا وہ پیغام جس کی خبر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاءؑ دیتے رہے کہ یہ دور عبوری دور ہے اور یہ زندگی فانی زندگی ہے اور اس کے بعد ایک جاودانی زندگی کا دور آنے والا ہے اس پیغام کا دل و جان سے اعتراف کرلے اور یہ کہ ان تمام مظاہر قدرت میں اس جاودانی زندگی کے روشن دلائل موجود ہیں تاکہ کسی بھی طرح عقل انسانی اس کا انکار نہ کرسکے اور حق تعالیٰ کی حجت پوری ہوجائے۔

حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو عقل و ادراک جیسی نعمت عطا فرمائی اور ملکوتی روح سے سرفراز فرمایا جس کے اسرار سربستہ کی عقدہ کشائی سے بیالوجی (علم الحیاۃ) والے بھی حیران اور عاجز ہیں۔ خصوصاً آج کے دور میں عقل کی ایجادات و اختراعات نے کیسے کیسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے ہیں تاکہ عقلی پرواز کے ان فوق العادت کمالات کو دیکھ کر اس کے خالق کی عظمت کا اعتراف کیا جائے۔

بلاشبہ عقل کی جتنی پختگی ہوگی اور نسل انسانی اس سے فائدہ اٹھائے گی جدید سے جدید اختراعات وجود میں آئیں گی۔ بجلی، ٹیلی فون، ریڈیو، ٹیلی گراف، ٹیلی ویژن، لاسلکی نظام، ہوائی جہاز وغیرہ سینکڑوں عجائبات جو آج کل سامنے آرہے ہیں تمام عقلی کمالات کے آثار و مظاہر ہیں۔

ایک سے ایک بڑھ کر عجائبات سامنے آرہے ہیں۔ عقلی ادراکات و ایجادات ہی نے آلات تلسکوپ اور آلات میکروسکوپ کی اختراعات کے بعد اسرار تخلیق کے کتنے رازہائے سربستہ کی عقدہ کشائی کی ہے۔

خلاصہ یوں سمجھئے کہ حق تعالیٰ نے اس دنیا میں جہاں عقلاء، حکماء، فلاسفہ و سائنس دان پیدا کئے ساتھ ہی ساتھ انبیاء و رسل (علیہم السلام) کا سلسلہ بھی جاری فرمادیا تاکہ عقل کی طغیانی حد سے نہ بڑھ جائے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد ہی سے حکماء و عقلاء کا سلسلہ جاری ہوگیا، ادریس علیہ السلام کا عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی پہلے کا ہے اس لحاظ سے وہ تاریخی دور کی بہت پہلے کی شخصیت ہیں تو گویا حکماء کا دور بھی اسی وقت سے شروع ہوتا ہے اور کچھ بعید نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی رہنمائی میں

ختم نبوۃ

ابتداً یہ حکماً کام کرتے ہوں گے لیکن انبیاً کی رہنمائی سے استغناً کیا ہوگا تو ٹھوکریں کھانا شروع کی ہوں گی' فیثا غورث' بطلیموس' پھر وادی بابل ونینوی میں حکماً و صابئین پھر ہندوستان میں ارجہد سے لے کر روما و یونان کے سقراط و بقراط' افلاطون وارسطو' ابرخس وارسطراطیس وغیرہ وغیرہ سینکڑوں حکماً عالم کے گوشے گوشے میں پیدا کئے تا کہ ملکوت کے مشاہدات سے کائنات کے اسرار کا انکشاف ہوتا رہے لیکن حیات بعد الممات کے حقائق کے ادراک سے یہ حکماً وعقلاء عاجز رہے اگرچہ یونان کے حکماً نے الٰہیات کی طرف بڑی توجہ دی لیکن ظاہر ہے کہ یہ حقائق عقل کے دائرۂ ادراک وامکان سے باہر تھے اس لئے انہوں نے ٹھوکریں کھائیں اور ناکام رہے۔

اس کے برعکس انبیاً علیہم السلام کا منصب ان ہی حقائق کو بیان کرنا ہوتا ہے جن کے ادراک سے حکماً وعقلاً عاجز رہے ہوں۔ عقل کا دائرہ تحقیقات' مشاہدات وتجربات تک محدود ہوتا ہے' حق تعالیٰ نے عقل کی تخلیق ضرور فرمائی اور اس میں یہ حیرت انگیز صلاحیت بھی رکھی کہ وہ اسرار عالم مادی کی عقدہ کشائی کر سکے لیکن وحی الٰہی کا منصب اور نبوت کا مقام یعنی الٰہیات اور مابعد الطبیعات نری عقل وادراک سے بالا تر اور حقائق الٰہیہ کا دائرہ حکماً کی دسترس سے بالاتر تجویز فرمادیا۔

بہر حال ''دین اسلام'' یا شریعت اسلامیہ نام ہے اس عالمگیر نظام انسانیت کا جس میں انسانیت کے کسی گوشے کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ خالق کائنات سے رشتہ ہو یا مخلوق سے اور وہ بھی شخصی زندگی سے متعلق ہو یا اجتماعی زندگی سے' غرض عبادات ہوں یا معاملات' معیشت ومعاشرت ہو یا احوال واخلاق واعمال' ان سب کے لئے ایک علمی دستور اور مقصد ونصب العین ہے۔

دین اسلام کا علمی دستور قرآن کریم اور مقصود رضائے الٰہی ہے اور اس کے تحت بندہ کو چاہئے کہ دنیا کے عبوری دور میں رضائے الٰہی کے حصول اور تکمیل انسانیت کی جلیل القدر خدمات انجام دے کر ہمیشہ رہنے والی نعمتوں اور لازوال حیات طیبہ کا مستحق ہو جائے۔

قرآن حکیم انسانیت کی تکمیل چاہتا ہے اور اس کے لئے اس نے اسلام کے بنیادی اصول واحکام اور اساسی اغراض ومقاصد انتہائی حیرت کن اور معجزانہ اسلوب بیان کے ساتھ واضح کردیئے ہیں۔ ان مقاصد وسلسلۂ بیان میں وہ مظاہر قدرت اور آثار قدرت کو بھی اگر بیان کرتا ہے تو اس کا مقصود بھی یہی ہے کہ انسان کے فکری اور اعتقادی پہلوؤں کی تکمیل کی جائے۔ اگر وہ تاریخی حقائق بیان کرتا ہے تو اس کی غرض بھی یہی ہے کہ ان عبرت انگیز وقائع تکوینی اور آیات سے انسانی بصیرت واعتبار کی تربیت وتکمیل کی جائے' اگر احکام الٰہیہ کا ذکر ہوگا تو اس سے مراد بھی یہی ہوگی کہ اشرف المخلوقات بنانے کی تدبیر ہو جائے' ذات وصفات کی توحید وکمال کا بیان ہو یا اصول و احکام کی تمہید وانضباط' ان سب ہی سے انسان کو انسانیت کی معراج تک پہنچادینا مقصود ہے۔

قرآن کریم نہ تاریخی کتاب ہے کہ محض واقعات کی تفصیل ہی بیان کرتا ہے اور نہ ہی طبعی تفصیل وبیان پر مشتمل کتاب طبیعات ہے کہ محض علمی اور ذہنی عیاشی کے ذریعہ انسانوں کا وقت ضائع کرے' وہ تاریخ کی روح پیش کرتا ہے اور طبیعات کے فکر وعمل کے نتائج بیان کرتا ہے جس سے توحید الٰہی' خلق وربوبیت کے حقائق انسان کے دل ودماغ میں پیوست ہوں اور روح کو پاکیزگی حاصل ہوتا کہ وہ نظام عالم میں خلیفۃ اللہ کے منصب اعلیٰ کے تقاضوں کو پورا کرنے کا اہل بن جائے۔ قرآن اگر کائنات میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہے تو اس سے اس کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ انسانی ذہن وفکر کے سامنے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا راستہ کھل جائے اور اس غور وفکر کے بصیرت آموز نتائج سے ایمان بالغیب کی تائید اور پرورش ہو اس لئے کہ ان حقائق کونیہ اور حقائق الٰہیہ میں غور وخوض سے ایمان قوی ہوگا' وہ ان کی طرف محض علم وفن کی حیثیت سے بھی دعوت نہیں دیتا کہ محض فن ہی کو مقصد بنالیا جائے یا دنیا میں محض برتری یا عالم انسانیت پر پنجۂ استبداد مضبوط کرے۔

قرآن کریم نہ تاریخی کتاب ہے کہ محض واقعات کی تفصیل ہی بیان کرتا ہے اور نہ ہی طبعی تفصیل وبیان پر مشتمل کتاب طبیعات ہے کہ محض علمی اور ذہنی عیاشی کے ذریعہ انسانوں کا وقت ضائع کرے' وہ تاریخ کی روح پیش کرتا ہے اور طبیعات کے فکر وعمل کے نتائج بیان کرتا ہے جس سے توحید الٰہی اور خلق وربوبیت کے حقائق انسان کے دل ودماغ میں پیوست ہوں اور روح کو پاکیزگی حاصل ہوتا کہ وہ نظام عالم میں خلیفۃ اللہ کے منصب اعلیٰ کے تقاضوں کو پورا کرنے کا اہل بن جائے

قرآن کریم کے بعض جدید مفسرین کو اس سلسلہ میں بڑی غلط فہمی ہوئی ہے' انہوں نے ان موضوعات میں محض قرآنی مباحث کی تفسیر اور ان

ختم نبوۃ

مباحث کی غرض و غایت بیان کرنے میں بڑے غلو سے کام لیا ہے اور یہ حقیقت ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ہے کہ قرآن اگر طبیعات میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے تو اس کا مقصد بھی معرفت الٰہی تک پہنچنا ہے اور کسی جگہ ان طبعی مسائل کو خدمت خلق کا ذریعہ بنایا جائے' نہ یہ کہ صرف مال و دولت اور ثروت کا ذریعہ بنایا جائے۔ ظاہر ہے کہ ذات و صفات الٰہی کے بحر بیکراں میں شناوری کا صرف یہی ایک راستہ ہے کہ انسان ان حقائق پر غور کرے تا کہ اس وادی میں اس کی فکر و نظر کی صلاحیتیں زیادہ وسیع ہوں اور ان کے سامنے معرفت الٰہیہ کے نئے نئے باب کھلیں' اور جب اس طرح قلب و روح کی تربیت ہو جائے اور انسانیت کا صحیح شعور بیدار ہو جائے تو عملی دائرہ کا صحیح مقصد بھی خود بخود متعین ہو جاتا ہے۔

اس تمام بحث و تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ کائنات حق تعالیٰ کے کمالات قدرت اور صفات جلال و جمال کا ایک صحیفہ ہے' جس کے مطالعہ سے اور اس میں غور و فکر کرنے سے ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے' اس حیثیت سے طبیعات کے جدید علوم ان اصحاب کے لئے بلاشبہ بصیرت افزا اور بے حد بصیرت افروز ہوتے ہیں جن کو وحی والہام اور مکاشفہ کی راہ سے وصول الی اللہ حاصل نہ ہو' معرفت الٰہیہ ان علوم پر منحصر نہیں ہے بلکہ ظاہر بین اصحاب کے لئے حصول معرفت کا یہی ایک راستہ باقی رہ گیا ہے۔

علمی معارف کے بعد عملی نتائج ہیں اور اس علم و عمل سے حقیقی فوائد حاصل کرنے کے لئے ایمان باللہ' ایمان بالرسل اور ایمان بالآخرت کے علاوہ کوئی دوسری راہ نہیں ہے۔ ایمان و یقین سے محرومی اور بے مقصد علم و عمل ہی کی وجہ ہے کہ روس' امریکہ اور یورپ کی قومیں ان سائنسی ترقیات اور محیر العقول ایجادات و اختراعات کے باوجود انسانیت کی صفوں سے نکل کر پوری درندگی کی حدوں تک پہنچ چکی ہیں۔

نبوت ختم ہو چکی ہے' اس لئے معجزات نبوت اور انبیاء کے خوارق کی جگہ اللہ تعالیٰ ان علمی راہوں سے ان پر اپنی حجت پوری کر رہا ہے اور خود ان ہی کے ایجاد کردہ علوم سے ان حقائق کو اس نے اس طرح واشگاف کر دیا ہے کہ کرشمہ الٰہیہ کے اعتراف کے سوا اس کی اور کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی۔

ایک طرف سائنس کی موجودہ ترقیات اور حیرت انگیز ایجادات و اختراعات کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل میں کیا کیا صلاحیتیں رکھی ہیں اور جب ان صلاحیتوں سے کام لیا گیا ہے تو عقل نے کہاں تک رسائی حاصل کر لی ہے ان چیزوں کو دیکھ کر سائنس دانوں کے کمالات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے لیکن یہ صورت کمال کا صرف ایک ہی رخ ہے' اس تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے کہ ان آیات قدرت اور عجائبات خلق و تکوین کو دیکھنے کے بعد بھی وہ اب تک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور ایمان باللہ کی دولت سے محروم ہیں' تو حیرت ہوتی ہے کہ یہی عقلاء فکر و نظر کے اس رخ پر اس قدر جاہل کیسے رہ گئے؟ لیکن حق تعالیٰ ان کے اس کفر و انکار کی حقیقت سے بھی پردہ اٹھاتا ہے' ارشاد ہے:

"وہ حیات دنیا کے ظاہر ہی میں سے کچھ جانتے ہیں' اور یہی لوگ آخرت سے تو بالکل غافل ہیں۔"

دنیا کا بھی ظاہر اور وہ بھی مکمل طور پر بہت محدود مقدار میں جانتے ہیں' ان کا ذہن اور ان کی فکر و نظر اس طرف بالکل نہیں جاتی کہ اس حیرت انگیز کائنات اور پُراسرار حقائق مخلوقات کے خالق پر ایمان لائیں۔ ایک طرف یہ ذہانت اور حیرت انگیز ذہانت اور دوسری طرف اس قدر غباوت اور غیر معمولی غباوت' بجائے خود کس قدر عجیب اور حیرت ناک ہے!' اور حق تعالیٰ کے اس ارشاد کی صداقت کتنی بین گواہی ہے:

"اللہ جس کو روشنی نہ دے تو اس کے لئے کہیں روشنی نہیں۔"

اس بحر محیط کے چند قطرے مناسب ہیں۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد ہم وحی ربانی قرآن کریم کی زبانی پیش کرتے ہیں۔ ارشاد ہے:

"بلاشبہ آسمان اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے' جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی' اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا' ہم آپ کو سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے۔"

"اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' اور آسمان سے پانی برسایا' پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کے لئے کشتی کو مسخر کیا تا کہ وہ خدا کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو مسخر کیا' اور تمہارے نفع کے واسطے چاند اور سورج کو مسخر کیا جو ہمیشہ چلتے ہی رہتے ہیں' اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو مسخر کیا۔"

"اللہ ایسا ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدوں ستون کے اونچا کھڑا کر دیا' چنانچہ تم ان کو دیکھ رہے ہو' پھر عرش پر قائم ہوا' اور آفتاب اور مہتاب کو کام میں لگا دیا'

ختم نبوۃ

ہر ایک وقت معین پر چلتا رہتا ہے' وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے' دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کرلو۔"

"اور اس نے تمہارے لئے رات و دن اور سورج و چاند کو مسخر بنایا' اور ستارے اس کے حکم سے مسخر ہیں' بے شک اس میں عقلمند لوگوں کے لئے چند دلیلیں ہیں' اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟ اور جس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے؟ تو وہ لوگ یہی کہیں گے وہ اللہ ہے' پھر کدھر الٹے چلے جا رہے ہیں؟"

"کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام پر لگا رکھا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے' اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری و باطنی پوری کر رکھی ہیں۔"

"اے مخاطب! کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے' اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک وقتِ مقررہ تک چلتا رہے گا' اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔"

"وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے' اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے' ہر ایک وقتِ مقررہ تک چلتے رہیں گے' یہی اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے' اسی کی سلطنت ہے' بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے' جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا' پھر عرش پر قائم ہوا' چھپا دیتا ہے سب سے دن کو ایسے طور پر کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد رکھو! اللہ ہی کے لئے خالق ہونا اور حاکم ہونا ہے' بڑی خوبیوں کے بھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کے پروردگار ہیں۔"

"اور منجملہ اس کی نشانیوں کے رات ہے اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے' تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو کرو' اور اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان نشانیوں کو پیدا کیا' اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا ہے۔"

"ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں ان کے گرد ونواح میں بھی دکھائیں گے اور ان کی ذات میں بھی' یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ وہ قرآن حق ہے' کیا آپ کے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز کا شاہد ہے؟"

"آپ سے چاند کے مختلف حالات کی تحقیقات کرتے ہیں' آپ فرما دیجئے کہ وہ چاند ایک آلۂ شناخت اوقات ہے لوگوں کے لئے اور حج کے لئے۔" (بقرہ)

"وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا' اور چاند کو نورانی بنایا' اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ پیدا نہیں کیں' وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں۔ بلاشبہ رات اور دن کے لئے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے' ان سب میں ان لوگوں کے واسطے دلائل ہیں جو ڈر مانتے ہیں' جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے بالکل غافل ہیں' ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔" (یونس)

اس سے پہلے کہ ہم کلمہ "تسخیر" کے معنی بیان کریں' قرآن کریم کی ان آیاتِ ربانی سے سرسری طور پر جن حقائق کی طرف رہنمائی ہوتی ہے ان کو اجمالاً پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں:

۱:...... یہ تمام کارخانہ قدرت جس میں آسمان' زمین' چاند' سورج' سمندر اور دریاؤں کا حیرت انگیز نظام' جسے نظام شمسی کہا جاتا ہے' قائم ہے' یہ پورا نظام عالم انسان کی خدمت و آسائش کے لئے ہے۔

۲:...... یہ تمام عالم ملکوت حق تعالیٰ شانہ کی تخلیق کا نتیجہ ہے' اسی کے تصرف میں ہے' اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور یہ سب کچھ اس کی عظمت و جلال کی نشانیاں ہیں۔

۳:...... ان ملکوتی عجائب میں غور کرنے والے یقیناً خالق کائنات کی عظمت کے قائل ہوں گے اور اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ کارخانہ کسی عظیم ترین مقصد کا پیش خیمہ ہے' اور اس کا نتیجہ فوق العادت نکلنے والا ہے' نہ یہ از خود وجود میں آیا ہے' نہ ہی بے مقصد ہے' یہ تخلیق بھی اس کی ہے اور اس پر

اقتدار تصرف بھی اسی کا ہے۔

۴:...... چاند' سورج اور رات' دن کا یہ چکر اس دنیا کے نظام سے وابستہ ہے اور ایک وقت آئے گا کہ یہ پورا نظام ختم ہوگا' جب تک وہ وقت نہیں آئے گا اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔

۵:...... چاند' سورج کے جہاں اور منافع ہیں' مہینوں اور برسوں کا حساب اور اوقات کار کا تعلق بھی ان سے وابستہ ہے' تاکہ دنیا کے کاروبار کے اوقات اور عبادات کے اوقات خصوصاً حج کا موسم معلوم ہوتا رہے۔

۶:...... چاند کی منزلیں مقرر کی گئی ہیں تاکہ ان سے پورے مہینے کے دنوں کا حساب معلوم ہوتا رہے۔

۷:...... ان آسمانی اور زمینی حقائق پر غور کرو اور ان کی تخلیق کے رازوں سے زیادہ توجہ اس طرف کرو کہ کتنے عظیم فوائد اور منافع ان سے وابستہ ہیں۔

۸:...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چاند کے گھٹنے بڑھنے کی علت اور سبب دریافت کیا' جواب میں سبب بتلانے کے بجائے مقصد سے آگاہ کیا گیا کہ یہی معلوم کرنا اہم اور کارآمد ہے' باقی رہا سبب و علت' تو یہ عقلی چیز ہے' خود مشاہدات و تجربات سے سمجھ جائیں گے۔ اصلی مقصد اس نظام کے منشاء قدرت کو سمجھنا چاہئے' سو اس کو بتلا دیا۔

تسخیر کے معنی:

عربی زبان میں "تسخیر" کے معنی ہیں کسی چیز کو اپنے ارادہ کے تابع کر لینا یا کام میں لگا لینا اور اس طرح مجبور کرنا کہ وہ خلاف نہ کرسکے۔ چاند' سورج' رات' دن اور کائنات کے تمام سیاروں اور ستاروں کی تسخیر کی حقیقت یہ ہے کہ ان سب کو حق تعالیٰ نے ایک ایسے نظام میں منسلک کر دیا ہے کہ اس مقررہ نظام کے مطابق یہ سب اپنے اپنے مدارات پر معلق ہیں اور ایک نظام کے تحت چل رہے ہیں' یعنی اپنا اپنا کام انجام دے رہے ہیں اور یہ تسخیر محض حق تعالیٰ کے ارادہ و اختیار اور تصرف و اقتدار کا کرشمہ ہے۔ یہ انسانی دسترس سے بالاتر ہیں' یہ تسخیر شدہ کائناتی اشیاء' اشیاء کونیہ ہیں اور ان کو مسخر کرنے والی صرف حق تعالیٰ کی ذات ہے اور جس کے لئے ان کو تسخیر کیا گیا وہ حضرت انسان ہے۔ ظاہر ہے کہ اس حقیقت کی رو سے انسانی ارادہ و اختیار اور تصرف و اقتدار کو اس نظام کائنات میں ذرہ برابر بھی دخل نہیں' نہ وہ اس نظام کو روک سکتا ہے' نہ بدل سکتا ہے۔ انسان کی پرواز زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس کو ان کے فوائد و منافع کا علم ہوجائے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ باقی فائدہ اٹھانے کی صلاحیت و اہلیت ہر زمانہ اور ہر دور میں عقل و فہم اور آلات و وسائل کی توانائی پر موقوف ہے' فطرت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ دیکھئے! ایک بچہ کم بوجھ اٹھا سکتا ہے' ایک نوجوان بہت زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہے' جس طرح یہ مادی اور جسمانی کیفیات ہیں جو حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں' ٹھیک اسی طرح عقل و ادراک کی قوتیں بھی حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں' حق تعالیٰ کی کائنات سے سابقہ حکماء کی عقلیں محدود فائدے حاصل کرتی رہیں۔ آج کے سائنس دانوں کی عقول نے دقیق سائنسی آلات کے ذریعہ ایسے بے شمار فوائد و منافع حاصل کرلئے ہیں جن کا تصور بھی حکماء سابقین کو نہ تھا۔ لباس' پوشاک' زراعت' تجارت' صنعت و حرفت' نو بہ نو ایجادات و اختراعات وغیرہ' یہ تمام اشیاء جس مرحلے پر آج پہنچ گئی ہیں' اس کے عشر عشیر کا ذکر بھی ماضی بعید میں تو کیا؟ ماضی قریب میں بھی افسانہ معلوم ہوتا تھا۔ اس دریافت کا نام تسخیر رکھنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ یہ تو عقلی ترقی ہے یا تمدن کی ترقیات ہیں' یہ تمام مادی اشیاء تو حق تعالیٰ نے انسان کے انتفاع کے لئے تسخیر و تخلیق فرمائی ہیں' وہی ان کا خالق اور وہی ان کا تسخیر کنندہ ہے' یہ دوسری بات ہے کہ ہر زمانہ میں انسانی عقول اپنے اپنے محدود دائرے میں ان سے انتفاع کرتی رہی ہیں اور فائدے اٹھاتی رہی ہیں' انسان نے اپنی فکری اور تجرباتی کاوش سے یہ تو کرلیا کہ انسان کے جسم سے خون نکال کر اسے محفوظ کرلیا اور بوقت ضرورت دوسرے آدمی کو چڑھا دیا' اور مان لیجئے کہ اس کی جان بچ گئی' لیکن آج تک انسان سے یہ نہ ہوسکا اور نہ ہوسکے گا کہ کسی لیبارٹری میں پھلوں اور غذاؤں سے خون تیار کرسکے۔ قدرت الٰہی کے کرشموں کا دائرہ اور ہے اور انسانی قدرت' تصرفات کا دائرہ اور' یہ تو ہوا کہ انسان چاند پر پہنچ گیا لیکن چاند' سورج کے نظام سے رات اور دن کا جو نظام قائم ہے' اس میں تصرف یا کسی قدر تبدیلی کرسکے' یہ ناممکن ہے' مثلاً جہاں رات ۱۲ گھنٹہ کی ہے اسے ۱۳ گھنٹہ کی کردیں اور رات کا وقت کچھ کم کردیں۔

تسخیر کائنات کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے جو کائنات کا نظام مقرر فرمایا ہے' اس میں انسان تصرف کرسکتا ہو یا وہ نظام انسان کے اختیار و اقتدار میں آجائے اور حسب منشاء جب چاہیں چھوٹے بڑے کرسکیں' زیادہ سے زیادہ بات اتنی ہے کہ جو ماضی میں اس کائنات سے فائدہ نہ اٹھا سکے آج عقلی ترقی کے مراحل اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ ان کے ذریعہ اتنے عظیم فوائد حاصل کئے جارہے ہیں جن کا تصور بھی کچھ عرصہ پہلے نہ کرسکتے تھے۔ ان قرآنی تعبیرات پر ذرا بھی کوئی غور کرے تو بات صاف واضح ہوجاتی ہے' حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

"تمہارے لئے یا تمہارے فائدے کے لئے یا تمہارے کاموں کے لئے چاند اور سورج کو مسخر کردیا۔"

دراصل تسخیر کرنے والی حق تعالیٰ کی ذات قدسی صفات ہے' یہ موجودہ کائنات جس مقصد کے

لئے تسخیر کی گئی ہے' موجودہ انسانی معلومات کا' قرآنی تعبیرات وکلمات کا واضح مفہوم بھی یہی ہے۔ بلاشبہ عقل کی یہ ترقی اور کائناتی فضا میں رسائی فوق العادت ترقی ہے کہ ایک مشینی ایجاد یعنی خلائی جہاز کو لاکھوں میل فضا میں پہنچادینا اور پھر لاکھوں میل کے فاصلے سے زمین کے ساتھ اس کا رابطہ قائم رکھنا اور زمین پر سائنس دانوں کا اس پر کنٹرول کرنا' ہر خرابی کی اصلاح کرنا اور ہر سیکنڈ پر اس کی کیفیت سے باخبر رہنا اور زمین پر اس کی مختلف کیفیات کی تصویروں کا پہنچتے رہنا وغیرہ وغیرہ' نہایت ہی حیرت افزا انسانی ترقی ہے لیکن یہ سب کچھ کارفرمائی اس عقل انسانی کی ہے جو حق تعالیٰ کی مخلوق ہے اور قدرت الٰہی کی حیرت انگیز تخلیق ہے کہ انسانی عقل میں کتنی بڑی اور حیرت انگیز ترقی کی صلاحیت واہلیت ودیعت فرمائی ہے۔

جدید طبیعات کی تحقیقات میں بطلیموس کے قدیم نظامات فلکیات مشاہدہ سے غلط ثابت ہوچکے ہیں' ان نظاموں کی بنیاد اس نظریہ پر تھی کہ سبع سیارات سات آسمانوں میں جڑے ہوئے ہیں' اسی نظریہ پر ان کی خاص تفصیلات مرتب کی گئی ہیں۔ قرآن کریم نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ اس عالم سے قریب تر آسمان کی زینت ان ستاروں سے کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستارے آسمان کے نیچے ہیں' عوام یا خواص نے غلطی سے یہ سمجھ لیا تھا کہ شاید اسلام بھی وہی کچھ کہتا ہے جو ہیئت افلاک کے قدیم نظریات میں بیان کیا گیا ہے۔ جب یہ قدیم نظریات غلط ثابت ہوئے تو لوگوں کے اعتقاد ڈگمگانے لگے' جیسے طبیعات کی ان جدید تحقیقات نے اسلام کے پیش کردہ حقائق کو غلط ثابت کردیا ہو' لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان نظامات سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ الحمدللہ! اسلام اپنی جگہ قائم ہے۔ قدیم نظریۂ ہیئت غلط ثابت ہوا یا جدید' تحقیقات کائنات کے متعلق اسلام نے قرآن حکیم میں جتنی جگہ بھی تفصیل کی ہے وہ اپنی جگہ اٹل ہے۔ سائنس کا یہ دعویٰ قابل قبول نہیں ہے کہ آسمان کا وجود نہیں ہے۔ اس دعویٰ پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ ان فلکی کرات کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان علوم کی پرواز ابھی اتنی بلند نہیں ہوئی کہ آسمانوں تک رسائی ہوجائے' ماہرین سائنس کی عقل وتحقیق اور ان کے علوم ابھی ان کرات ہی کے گرد گھوم رہے ہیں۔ ان جدید تحقیقات سے اگر کوئی حقیقت بے نقاب ہوئی ہے تو وہ صرف اس قدر ہے کہ ہیئت افلاک اور سیارات کا پرانا نقشہ غلط تھا اور جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ اس کا اسلام اور قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

> **قرآن کریم اور وحی الٰہی کا منصب ان حقائق کو بیان کرنا ہے جہاں عقل کی رسائی نہیں ہوتی۔ عقل کی سرحد جہاں ختم ہوجاتی ہے وہاں سے نبوت اور وحی کی حد شروع ہوتی ہے' قرآن کریم اگر حقائق کائنات کی طرف کبھی کبھی اشارہ کرتا ہے تو اس کا مقصد محض تذکیر وموعظت ہے یا صرف ان عقدوں کی گرہ کشائی ہے جہاں عقل انسانی کو ٹھوکر لگتی ہے**

قرآن کریم اور وحی الٰہی کا منصب ان حقائق کو بیان کرنا ہے جہاں عقل کی رسائی نہیں ہوتی۔ عقل کی سرحد جہاں ختم ہوجاتی ہے وہاں سے نبوت اور وحی کی حد شروع ہوتی ہے' قرآن کریم اگر حقائق کائنات کی طرف کبھی کبھی اشارہ کرتا ہے تو اس کا مقصد محض تذکیر وموعظت ہے یا صرف ان عقدوں کی گرہ کشائی ہے جہاں عقل انسانی کو ٹھوکر لگتی ہے۔

اسی لئے وہ سلسلۂ بیان میں ضرورت اور موقع کی مناسبت سے ان اسرار وحقائق کے تذکرہ اور ان کی طرف اشارہ میں بھی کسی تکوینی حقیقت کی پوری تفصیل پیش کرنے کی بجائے ان کے صرف انہی پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے جہاں سے تذکیر وموعظت اور انسان کی عبرت پذیری اور بصیرت اندوزی کا مقصد حاصل ہو اور ذات الٰہی کا عرفان اور اس کی صفات وکمال کی معرفت حاصل کرنے کے لئے عقل وفکر کی راہ ہموار ہو۔

اسی لئے علم کائنات اور اس کے اسرار و انکشافات ہی کو' جو درحقیقت ایمان ومعرفت کا وسیلہ ہیں' حیات انسانی کا مقصد وحید بنالینا اور اصل مقصد کو نظرانداز کرکے وسیلہ ہی کو مقصدی حیثیت دے دینا نہ انسان کے لئے مفید ہے' نہ صحت وعقل کے مطابق ہے اور نہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ انسان کی بقاء اور اس کی ضروریات کا نہ ان علوم وفنون پر انحصار ہے' اس لئے کہ وہ ان کے بغیر بھی زندہ رہ رہا ہے اور معاشرتی آسودگی حاصل کرتا رہا ہے اور نہ قرب عقل و دانش ہی ہے کہ وہ اشرف واکرم مخلوق جس کے لئے یہ کائنات مسخر کی گئی ہے' جس میں قدرت کی بخشی ہوئی تسخیر وتصرف کائنات کی صلاحیتیں ظاہر ہوکر اس کے اشرف خلائق ہونے کی شہادت دیتی رہی ہیں' اپنے سے فروتر اور مسخر مخلوق کے احوال وخواص کے علم ہی کو اپنا مقصد زندگی بنالے' اس لئے اسلام نے اس کو یہ نصب العین دیا ہے کہ وہ کائنات کی مخلوق کو اپنے فکر و نظر کا مرکز ومحور بنانے کی بجائے خالق کائنات سے ربط قرب کو مطلوب ومقصود بنائے اور تکوینیات کے ان علوم کو بھی انسانی زندگی کے اسی اعلیٰ ترین نصب العین تک پہنچنے کا وسیلہ بنائے۔

☆☆..........☆☆

صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ

مولانا تقی الدین ندوی مظاہری

نبوت و رسالت کے آخری سلسلہ کی تکمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کر دی گئی' اب آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ آپ کی شریعت آخری شریعت ہے' اور قیامت تک آنے والے انسانوں اور قوموں کے لئے اس کو خدا کا آخری قانون بنایا گیا ہے' اس لئے قیامت تک اس کو محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی فرمایا گیا ہے: "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" اس لئے قرآن کے الفاظ اور اس کے معانی دونوں کی حفاظت کی گئی ہے' جس طرح اس کی علمی حفاظت کی گئی' اسی طرح عملی حفاظت کا بھی انتظام فرمایا گیا۔

حفاظت کے ذرائع میں صحابہ کرامؓ کی جماعت سب سے اوّل ہے' ان حضرات کی راست گفتاری اور صدق مقالی پر ان کی زندگی کا ایک ایک حرف گواہ ہے' ان کی عقل' رزانت و متانت پر ان کے کارنامے شاہد عدل ہیں' یہی وہ مقدس جماعت ہے جس کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ و تصفیہ کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست معلم و مزکی' استاذ و نگراں مقرر کیا گیا:

"بہ تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب کہ بھیجا ان میں ایک رسول ان ہی میں سے کہ تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو' اور تعلیم کرتا ہے ان کو کتاب و حکمت کی' اور بالیقین تھے وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔"

چونکہ ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و عملی میراث اور آسمانی امانت سپرد کی جارہی تھی' اس لئے قرآن و حدیث میں ان کے عادل ہونے کی شہادت دی گئی۔ قرآن مجید نے ان کی تعدیل کی اور ان کا تزکیہ کیا' ان کے اخلاص و تقویٰ' دیانت و امانت پر شہادت دی اور انہیں یہ رتبۂ بلند ملا کہ اس جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر عادل گواہوں کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں' اور جو ایماندار لوگ آپ کے ساتھ ہیں' وہ کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں' تم ان کو دیکھو گے رکوع' سجدے میں' وہ چاہتے ہیں صرف اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی' ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدے کا نشان ہے۔"

گویا "محمد رسول اللہ" ایک دعویٰ ہے' اور اس کے ثبوت کے لئے حضرات صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شک و شبہ ہو' اسے آپ کے ساتھیوں کی پاکیزہ سیرت کا مطالعہ کرنے کے بعد خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ جس کے رفقاء اتنے بلند اخلاق و کردار کے مالک ہوں' خود وہ کتنے اونچے مقام پر فائز ہوں گے:

"کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا"

قرآن مجید نے صحابہ کرامؓ کے راستہ کو ایک معیاری راستہ قرار دیا اور ان کی مخالفت رسولؐ کی مخالفت قرار دی گئی:

"اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی ہو' اور چلے مومنوں کی راہ چھوڑ کر' ہم اسے پھیر دیں گے جس طرح پھرتا ہے۔" (سورۂ نساء)

اس آیت کریمہ کا اولین مصداق صحابہؓ کی

ختم نبوت

مقدس جماعت ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اتباع نبویؐ کی صحیح شکل صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار اور ان کے اخلاق و اعمال کی پیروی ہے' اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی سیرت کو اسلام کے اعلیٰ معیار پر تسلیم کرلیا جائے۔

اس قسم کی بہت سی آیات میں صحابہ کرامؓ کے مناقب وفضائل مختلف عنوانات سے بیان کئے گئے ہیں' اس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ دین کے سلسلہ سند کی پہلی کڑی (معاذ اللہ) اگر ناقابل اعتماد ہو' ان کے اخلاق و اعمال میں خرابی بسالی جائے (خاکم بدہن) اگر ان کے بارے میں یہ تصور قائم کرلیا جائے کہ وہ بھی حب جاہ وحب مال میں گرفتار تھے' اقرباء پروری وخویش نوازی میں مبتلا تھے تو دین کی ساری عمارت مسمار ہوکر رہ جائے گی۔

دنیا کا یہ دستور ہے کہ جب کسی خبر یا واقعہ کو رد کرنا ہو تو اس خبر یا واقعہ کے روایوں کو جرح وتنقید کا نشانہ بنایا جائے' ان کی سیرت و کردار کو ملوث کیا جائے' ان کی ثقاہت و عدالت کو مشکوک بنایا جائے۔

صحابہ کرامؓ دین وشریعت کے سب سے پہلے راوی ہیں' اس لئے چالاک فتنہ پردازوں نے مذہب اسلام کے خلاف سازش کی اور اس سے لوگوں کو برگشتہ کرنا چاہا' تو سب سے پہلے صحابہؓ کو ہدف تنقید بنایا' چنانچہ تمام فرق باطلہ اپنے نظریات کے اختلاف کے باوجود اس میں متفق نظر آتے ہیں' ان لوگوں نے اس مقدس جماعت کی سیرت و کردار کو داغدار بنانے اور ان کی شخصیت کو نہایت غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی' ان کے اخلاق و اعمال پر تنقیدیں کی گئیں' ان پر حب جاہ وحب مال' غصب وخیانت' کنبہ پروری' اقربا نوازی کی تہمتیں لگائی گئیں' یہی نہیں بلکہ ان کی پاکیزہ ہستیوں کو جن کے ایمان کو حق تعالیٰ نے معیار قرار دیا ہے "امنوا کما امن الناس" انہیں کے ایمان وکفر کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا' حالانکہ یہ وہ جماعت ہے جس نے اسلام کی آبیاری اپنے خون پسینے سے کی تھی۔

تاریخ شاہد ہے کہ ان حضرات صحابہ کرامؓ نے اپنے ماں' باپ' بیوی' بچوں' اپنی جائیداد و املاک حتیٰ کہ جان عزیز تک کو راہ خدا میں قربان کرنے سے گریز نہیں کیا تھا:

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو عہد انہوں نے اللہ سے باندھا' بعض نے تو جان عزیز تک اس راستہ میں دے ڈالی اور بعض اس کے منتظر ہیں' اور ان کے عزم واستقلال میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہوئی۔"

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

حافظ ابوزرعہ رازی جماعت صحابہ کرامؓ کی عدالت وثقاہت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے کسی فرد پر تنقید کررہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے' اس لئے کہ رسولؐ برحق ہیں' قرآن برحق ہے اور جو کچھ رسولؐ لائے ہیں وہ برحق ہے' ان سب کے ہمارے لئے صحابہ کرامؓ ناقل ہیں' یہ زنادقہ ہمارے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں' تاکہ کتاب وسنت کو باطل کردیں' اس لئے وہ خود بدرجۂ اولیٰ مجروح ہیں۔"

تقریباً حدیث کی اکثر کتابوں میں محدثین نے "مناقب صحابہ کرامؓ" پر مستقل ایک کتاب قائم کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات نقل کئے گئے ہیں جو اس مقدس جماعت کے مقام و مرتبہ' ان کی خصوصیات و فضائل اور اوصاف وکمالات کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اس سے آپ کا یہی مقصد تھا کہ اپنی امت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ اس جماعت کو عام افراد انسانی پر قیاس نہ کیا جائے' یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ہیں' ان کی محبت عین محبت رسولؐ ہے' ان کے بارے میں ادنیٰ لب کشائی ناقابل عفو جرم ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

"اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں' ان کو میرے بعد ہدف وتنقید نہ بنانا' کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی' اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا' اور جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی' اور جس نے اللہ کو اذیت پہنچائی قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لے۔"

ایک دوسری حدیث میں آپؐ ارشاد فرماتے ہیں:

"میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو' کیونکہ تمہارا وزن ان کے مقابلہ میں اتنا

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

بھی نہیں جتنا پہاڑ کے مقابلے میں تنکے کا ہوسکتا ہے تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کردے تو ایک مُد جو کے برابر نہیں پہنچ سکتا' اور نہ اس کے عشرِ عشیر کے۔"

علامہ خطیب بغدادی صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب میں بہت سی آیات واحادیث لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"یہ سارے دلائل (جو بیان کیے گئے) ان کی عدالت کے قطعی طور پر مقتضی ہیں' ان میں ایک فرد بھی اللہ تعالیٰ کے عادل قرار دینے کے بعد مخلوق کی تعدیل کا محتاج نہیں ہے' ان صحابہ کرامؓ کے متعلق اگر اللہ ورسول کے وہ ارشادات وارد بھی نہ ہوئے ہوتے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اور جن میں ان کی مدح اور تعریف وتوثیق کی گئی ہے تب بھی ان کے جو حالات تھے یعنی راہ خدا میں جہاد' ہجرت ونصرت' جان ومال کی قربانی' اللہ کی رضا کے لئے اپنے آباؤ اجداد اور اولاد واقارب کے قتل پر آمادہ ہوجانا اور دین کی خیر خواہی اور اللہ و رسول کی وفاداری اور ایمان و یقین کی قوت' تو جو شخص بھی ان کے حالات کو پیش نظر رکھے گا وہ قطعی طور سے عادل ہونے اور ان کے پاک دامن ہونے کا فیصلہ کرے گا' اور یہ حضرات تمام بعد میں آنے والوں سے افضل ہیں۔ اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔"

اگر چہ ان کے درجات میں باہم تفاوت تھا' مگر ان کیا اخلاص وللہیت' تقویٰ ودیانت پر پوری امت کا اتفاق ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص ان حضرات کو عام انسانوں کی سطح پر رکھ کر تنقید شروع کردے تو اس سے یہی لازم آئے گا کہ معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منصب تزکیۂ نفوس کو بخوبی انجام نہیں دے سکے' یہ قرآن حکیم کی صریح تکذیب ہے۔

غرض یہ کہ صحابہ کرامؓ پر تنقید کا نتیجہ صرف انہیں تک محدود نہیں رہتا' بلکہ خدا اور رسول' کتاب وسنت سب اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں' اور دین کی پوری عمارت منہدم ہوجاتی ہے' اہل حق کا یہ امتیازی نشان رہا ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ کی محبت و عظمت کرتے ہیں' تمام عقائد کی کتابوں میں اجماعی طور پر یہ مضمون لکھا ہوا ہے ان صحابہ کرامؓ کا ذکر خیر کے سوا اور کسی طرح کرنے سے زبان کو بند رکھا جائے۔

مگر آج موجودہ دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں' جنہیں نہ کتاب وسنت کی خبر ہے اور نہ ہی اسلامی علوم سے واقف ہیں' ان لوگوں نے تحقیق کے نام پر تحریف شروع کررکھی ہے' تاریخ کی کتابوں سے مقصد برآری کے لئے آنکھیں بند کرکے کہ روایت کا معیار کیا ہے؟ اس کا مؤلف کس پایہ کا ہے؟ صحابہ کرامؓ کی کمزوریاں ثابت کرنے کی ناپاک کوشش میں مشغول ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ حدیث کی کتابوں بالخصوص صحاح ستہ کی روایات میں جو احتیاط رکھی گئی ہے' تاریخ میں ان کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ قرآن وحدیث واہل حق کا اجماع سب اس پر متفق ہیں کہ ان حضرات صحابہ کرامؓ پر نکتہ چینی نہ کی جائے' بلکہ جو روایات ان اصولوں کے خلاف ہوں وہ قابل رد ہیں۔

لیکن اگر تحقیقی جائزہ وریسرچ کے شوق میں ان سارے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا جائے تو ظاہر ہے کہ تحقیق نہیں بلکہ تحریف ہوگی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی عزت وحرمت کا کیا یہی تقاضا ہے؟ کیا اسی کا نام صحابہ کرامؓ کا ذکر بالخیر ہے؟ کیا ایمانی غیرت کا یہی تقاضا ہے؟ کیا مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھول جانا چاہئے: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہتے ہیں اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں' ان سے کہو تم میں سے (یعنی صحابہ کرامؓ اور ناقدین صحابہؓ میں سے) جو برا ہو اس پر اللہ کی لعنت' ظاہر ہے کہ اس لعنت کے مستحق ناقدین صحابہ ہی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بعد کی امت کے لئے حق و باطل کا معیار ہیں' انہیں جو معیت نبویؐ کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بڑی سے بڑی فضیلت ایک جو کے برابر بھی نہیں ہوسکتی۔ کسی بڑے سے بڑے ولی اور قطب دوراں کو ان کی خاک پا بننے کا شرف حاصل ہوجائے تو اس کے لئے مایۂ صد افتخار ہے۔ اہل حق کی یہ شان نہیں ہے کہ اپنی غلطی پر اصرار کرے' بلکہ خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ تنبیہ کے بعد فوراً حق کی طرف لوٹ آئے۔ حق تعالیٰ ہماری اور پوری امت اسلامیہ کی ہر زیغ و ضلال سے حفاظت فرمائے' اور ہمارے قلوب میں حضرات صحابہ کرامؓ کی محبت وعظمت پیدا فرمائے۔ (آمین)

☆☆..............☆☆

ختم نبوة

قادیان سے اسرائیل تک

شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے قادیانیت پر اپنی برس ہا برس کی تحقیق کا خلاصہ یہ نکالا تھا کہ اسرائیل کی طرح قادیانی جماعت کا وجود ہی سراپا سازش ہے اور اس کی سازش کا نشانہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام خصوصاً ایشیا اور مشرق وسطیٰ ہے قادیانی 'اسرائیلی گٹھ جوڑ پاکستان کے ایک بازو کو کاٹ چکا ہے' اور دوسرے بازو کی تخریب میں اس کی سرگرمیاں روز افزوں ہیں۔ قادیانی دہشت پسند تنظیم کو ہر اس قوت سے قلبی تعلق ہے جو عالم اسلام کی تخریب کے مقاصد میں اس کی معاون ثابت ہو سکے۔ حضرت مؤلفؒ اپنے مؤقف کی تائید میں جو دلائل پیش کرتے ہیں وہ درج ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

طوفان کا رخ:

قادیانی ''ربوہ اسٹیٹ'' مغرب کی استعماری وطاغوتی طاقتوں کی آلہ کار بن کر عالم اسلام کے خلاف سازشوں کا جو طوفان برپا کرنا چاہتی ہے' اس کا کچھ اندازہ خلیفہ ربوہ کے ان متواتر اعلانات سے کیا جا سکتا ہے' جن میں قادیانی گروہ کو بار بار تلقین کی جاتی ہے کہ: ''نئی صدی (جس کے طلوع میں اُس وقت صرف پانچ سال باقی تھے) ''احمدیت'' کے غلبہ کی صدی ہے' اس صدی میں ''احمدیت'' تمام عالم پر غالب آئے گی۔''

''احمدیت'' کو تمام عالم اسلام پر غالب کرنے کے لئے ''ربوہ اسٹیٹ'' خفیہ دہشت پسند سرگرمیوں کی تیاری میں مصروف رہی' اس کا پہلا انکشاف تو اسرائیلی فوج میں قادیانیوں کی شرکت سے ہوتا ہے' اور مزید انکشاف یہ کیا جاتا ہے کہ چار ہزار قادیانی مغربی جرمنی میں گوریلا تربیت حاصل کر رہے ہیں' ہفت روزہ ''چٹان'' ۵/جنوری ۱۹۷۶ء کی روایت ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام چنیوٹ میں منعقد ہونے والی ۲۳ ویں سالانہ ''ختم نبوت کانفرنس'' سے خطاب کرتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ نے ان سازشوں کو بے نقاب کیا جو مرزائی' پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے اور اسے ''عجمی اسرائیل'' بنانے کے لئے کر رہے ہیں:

''مولانا تاج محمود صاحبؒ نے یہ بھی کہا کہ چار ہزار قادیانی نوجوان مغربی جرمنی میں گوریلا تربیت حاصل کر رہے ہیں' انہوں نے حکومت کو خبردار کیا کہ وہ قادیانیوں کی سازشوں سے آگاہ رہے اور اس فتنے کا تدارک کرے' مولانا تاج محمودؒ نے مطالبہ کیا کہ حکومت اس بات کا پتہ لگائے کہ قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا ناصر احمد نے حال ہی میں انگلستان کا جو دورہ علالت کے بہانے کیا' وہاں اس کی مصروفیات کیا تھیں؟ انہوں نے الزام لگایا کہ مرزا ناصر احمد پاکستان کی سالمیت کے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔''

(ہفت روزہ چٹان ۵/جنوری ۱۹۷۶ء)

اسرائیل کی طرح قادیانی جماعت کا وجود ہی سراپا سازش ہے' اور اس کی سازش کا نشانہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام' خصوصاً ایشیا اور مشرق وسطیٰ ہے۔ قادیانی' اسرائیلی گٹھ جوڑ پاکستان کے ایک بازو کو کاٹ چکا ہے' اور دوسرے بازو کی تخریب میں اس کی سرگرمیاں روز افزوں ہیں۔ قادیانی دہشت پسند تنظیم کو ہر اس قوت سے قلبی تعلق ہے جو عالم اسلام کی تخریب کے مقاصد میں اس کی معاون ثابت ہو سکے' خواہ وہ یہودیوں کی ''صیہونی تحریک'' ہو یا ''دہریت پسندوں کی سوشلسٹ تحریک'' ہندوستان کی ''جارحیت'' ہو یا

پاکستان کی ''امن پسند'' مسیحی اقلیت' میں یہاں پاکستان کی مسیحی اقلیت کے صدر جناب صوبہ خان کے دھمکی آمیز بیان کا حوالہ دوں گا' جسے روزنامہ ''امن'' کراچی نے ۲۹/ستمبر ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں شائع کیا تھا:

''صوبہ خان کا بیان

ساٹھ لاکھ کی بھاری محب وطن اہل کتاب مسیحی اقلیت کے حقوق و مفادات کا عملی تحفظ نہ کیا گیا تو ملک کی بنیادیں ہل جائیں گی' اور قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کی پاداش میں پاکستان کی مسلم اکثریت کو اپنی خوش فہمی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔''

(بحوالہ ''پاکستان' عیسائیت کی زد میں'' ص ۳ تا ۹ شائع کردہ دفتر مرکزیہ مجلس دعوۃ الحق پاکستان (ملتان) ورام تجلیث)

میں یہاں جناب صوبہ خان صاحب کے بیان کا منطقی تجزیہ نہیں کرنا چاہتا' اور نہ میں اس بحث میں الجھنا چاہتا ہوں کہ ''پاکستان کی محب وطن مسیحی اقلیت'' کے صدر نے مسیحی اقلیت کے جو مرعوب کن اعداد و شمار پیش کئے ہیں' وہ صحیح ہیں یا جعلی اور مصنوعی؟

ہماری دلچسپی سے متعلق محب وطن صوبہ خان صاحب کے بیان کا وہ حصہ ہے جس میں ان کے نزدیک قادیانی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کو اتنا سنگین جرم قرار دیا ہے کہ اس کی پاداش میں ملک کی بنیادیں ہلا دینا اور مسلم اکثریت کو اس کی خوش فہمی کا خمیازہ بھگتا دینا' اہل کتاب مسیحیوں کی حب الوطنی کا مظاہرہ قرار پاتا ہے۔ گویا دنیا بھر کا ہر ہندو' ہر یہودی' ہر مسیحی اور ہر دہریہ' قادیانی فرقہ سے دلچسپی رکھتا ہے' اس کے تحفظ کے لئے اپنی طاقت کی پھٹری مہیا کرنا ضروری فرض سمجھتا ہے' اور قادیانیوں کی خاطر عالم اسلام کو ڈائنامیٹ سے اڑا دینے کا عزم رکھتا ہے' ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ''الکفر ملة واحدة'' کفر کے تمام فرقوں کی باہمی لڑائی انہیں اسلام دشمنی کے مقصد پر جمع ہونے سے نہیں روکتی۔ تمام طاغوتی طاقتیں عالم اسلام کے خلاف قادیانی جماعت کی معاون و محافظ ہیں' اور قادیانی گروہ ان سارے طاغوتوں کی شطرنج کا مہرہ ہے' جسے اسلام کو زک پہنچانے کے لئے بہ لطائف الحیل حرکت میں لایا جاتا ہے۔

تمام طاغوتی طاقتیں عالم اسلام کے خلاف قادیانی جماعت کی معاون و محافظ ہیں' اور قادیانی گروہ ان سارے طاغوتوں کی شطرنج کا مہرہ ہے' جسے اسلام کو زک پہنچانے کے لئے بہ لطائف الحیل حرکت میں لایا جاتا ہے

ربوہ اسٹیٹ کا جاسوسی نظام:

ربوہ کی قادیانی شہنشاہیت' اسرائیلی فوج کے لئے صرف پاکستان کے قادیانی سپاہی ہی مہیا نہیں کرتی' اور نہ صرف یہ کہ مغربی جرمنی میں ہزاروں گوریلوں کی تربیت کے انتظامات کرتی ہے' بلکہ اس سے بڑھ کر وہ کفر کے سواصلاتی نظام میں ایک نئے باب کا اضافہ بھی کرتی ہے۔ پاکستان کے فوجی اور انتظامی خفیہ راز ہندوستان کو اور مشرق وسطی کے اندرونی خفیہ راز' اسرائیل کو کس طرح پہنچائے جاتے ہیں اس کی تفصیل میرے لئے ناخوشگوار موضوع ہے۔ میں اس موضوع پر بحث کرنے کو پاکستان اور عالم اسلام کی توہین کے مترادف سمجھتا ہوں' اس لئے تفصیلات سے قطع نظر کرتے ہوئے میں ریاست ربوہ کے محکمہ ''انٹیلی جنس'' کی طرف قائدین ملت کی توجہ مبذول کرانے پر اکتفا کروں گا۔

۱۹۵۷ء میں حکومت پاکستان نے ملک کے اعلیٰ حکام کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری کیا تھا جس میں ریاست ربوہ کے محکمہ سی آئی ڈی سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی گئی تھی۔ اس گشتی مراسلہ کی صدائے بازگشت اخبارات میں گونجی اور اخبارات نے اس پر اداریے لکھے' مراسلہ کا مفہوم یہ تھا:

''حکومت کے پاس اس کی معتبر اطلاع ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت نے خبر رسانی کا ایک خصوصی عملہ ملازم رکھا ہے جو ایسی سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات فراہم کرے گا' جو احمدیہ فرقہ کے مفاد میں ہوں گی۔''

حکومت کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ سرکاری ملازم جو ''احمدیہ فرقہ'' سے متعلق ہیں ان کے ذریعہ سرکاری اطلاعات مہیا کی جارہی ہیں' ایک اور ذریعہ جس سے کام لے کر ''احمدیہ جماعت'' کا خبر رسانی عملہ سرکاری اطلاعات جمع کرتا ہے وہ حکومت کے پنشن یافتہ ملازم ہیں' جن کا ابھی تک

ختم نبوۃ

اپنے دور کے ساتھیوں اور ماتحتوں پر اثر ہے' حکومت کے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض "احمدیوں" نے "غیر احمدی" ہونے کا اعلان کر دیا ہے تاکہ ان کی طرف سے شک وشبہ جاتا رہے' اور وہ آزادی سے تمام مسلمانوں میں خلط ملط ہو سکیں اور معلومات حاصل کر سکیں:

"حکومت نے بتایا ہے کہ احمدیہ جماعت کیلئے یہ عملہ عام طور پر جو معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے ان میں ربوہ کی احمدیہ جماعت کے باغیوں کی' جن کا نام "حقیقت پسند پارٹی" ہے' سرگرمیاں' مجلس تحفظ ختم نبوت اور جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کا پتہ چلانا شامل ہے۔

(یہاں یہ لطیفہ بھی ایک مستقل انکشاف کی حیثیت رکھتا ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں ایک قادیانی نوجوان جاسوسی کے لئے متعین کیا گیا۔ "طالب علم" بن کر اس نے متواتر تین مہینے تک دفتر میں قیام کیا' اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قادیانیوں کے جاسوسی نظام کی زد میں کون کون آیا ہوگا؟......ناقل)

نیز اس میں احمدیہ فرقہ اور شیعہ سنی تعلقات سے متعلق حکومت کی پالیسی میں تبدیلی کی خبر رکھنا بھی شامل ہے۔

حکومت کے اس گشتی مراسلہ میں بتایا گیا ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت کا یہ خبر رسانی عملہ فی الحال ربوہ اور لاہور میں تعینات ہے' اور جماعت احمدیہ کی تجویز ہے کہ اس عملہ کی شاخیں راولپنڈی اور کراچی میں قائم کی جائیں۔ اس عملہ کو ہدایت دینا اور اس کی نگرانی کرنا احمدیہ فرقہ کے امام (خلیفہ ربوہ) کے بیٹے مرزا ناصر احمد کے سپرد ہے۔"

(روزنامہ امروز ۹/دسمبر ۱۹۵۷ء بحوالہ "ربوہ کا پوپ" ص:۱۳۷'۱۳۸ شائع کردہ دفتر بیت القرآن پوسٹ بکس نمبر ۱۰۴۸ لاہور)

گورنمنٹ پاکستان کے اس مراسلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ آفاق لاہور نے اپنے ادارتی نوٹ میں لکھا:

صوبائی حکومت کا یہ سرکلر ایک اہم مسئلہ سے فرار کی مضحکہ خیز کوشش ہے' حکومت کو یہ چھوٹا سا تنکا نظر آ گیا کہ ربوہ کی انجمن نے حکومت کے راز حاصل کرنے کے لئے' ایک جاسوسی نظام قائم کر رکھا ہے' لیکن یہ بہت بڑا شہتیر نظر نہیں آیا کہ ربوہ کی انجمن نے مذہبی تقدس کی آڑ میں ایک خفیہ متوازی حکومت کی صورت اختیار کر لی ہے' اور وہ ایسے تمام حربے استعمال کرنے پر مجبور ہے جو سیاسی طاقت ہاتھ میں لینے کے لئے ضروری ہیں......

یہ (قادیانی) جماعت بالکل اسی طرح کی ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے جس طرح کوئی خفیہ سیاسی جماعت ہو سکتی ہے لیکن اس نے خود کو محض ایک مذہبی جماعت قرار دے رکھا ہے' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے افراد پر سرکاری دفاتر کے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے ہیں اور بڑے سے بڑے عہدے پر وہ فائز ہیں

اگر اس ملک میں واقعی ایسے حالات پیدا ہو جائیں اور ایک جماعت اپنی تنظیم اور اپنے وسائل کے ذریعہ قانون وانصاف کی مشینری کو جب چاہے شل کر دے' تو حکومت کو طفلانہ سرکلر جاری کرنے کے بجائے ان حالات سے عہدہ برآ ہونے کی موثر تدبیر سوچنی چاہئے یا بصورت دیگر اقتدار کے عہدہ سے مستعفی ہو جانا چاہئے۔

اصل یا اہم سوال یہ نہیں کہ نظام ربوہ کے جاسوس' حکومت کے راز چرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکومت کے پاس راز ہی کون سے ہیں؟ جنہیں وہ (قادیانیوں سے) محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ جاسوسی کے علاوہ ربوہ کے خلافتی نظام کے کارکن اور بھی بہت کچھ کر رہے ہیں' جو ایک "دہشت پسند خفیہ سیاسی نظام" کی سرگرمیوں کے ذیل میں آتا ہے' اس کا علاج کیا ہے؟"

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

(روزنامہ آفاق ۷/دسمبر ۱۹۵۶ء
بحوالہ "ربوہ کا پوپ" ص ۱۳۹، ۱۴۰)

"افسوس ہے کہ معاصر (روزنامہ آفاق) نے علاج تجویز کرنے کا مسئلہ حکومت پر چھوڑ کر سکوت اختیار کر لیا ہے' حالانکہ یہ مسئلہ کچھ بھی پیچیدہ نہیں' ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت قادیانی جماعت کی اصل حیثیت کو مشخص کر دے' اور پردہ فریب کو چاک کر دے' جو اس نے اپنے چہرے پر ڈال رکھا ہے۔

یہ جماعت بالکل اسی طرح کی ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے' جس طرح کوئی خفیہ سیاسی جماعت ہو سکتی ہے' لیکن اس نے خود کو محض ایک مذہبی جماعت قرار دے رکھا ہے' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے افراد پر سرکاری دفاتر کے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے ہیں اور بڑے سے بڑے عہدے پر وہ فائز ہیں۔

ان کی اصل وفاداریاں پاکستان کے نظام حکومت سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ ربوہ کے خلافتی نظام سے...... وہ خلافت ربوہ کے راز تو سینے میں چھپا سکتے ہیں مگر سرکاری اطلاعات کو عقیدۃً چھپا نہیں سکتے' اگر چھپائیں تو انہیں نظام خلافت کا باغی قرار دیا جاتا ہے۔

معاصر موصوف (روزنامہ آفاق) نے پولیس اور قانون کی جس بے بسی کا ذکر کیا ہے وہ اسی صورت حال کا نتیجہ ہے' اس خرابی کا علاج یہ ہے کہ قادیانی جماعت کو خفیہ سیاسی جماعت قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے' جو ایسی جماعتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے' اس کے بغیر یہ دو عملی ختم نہیں ہو سکتی اور اس گشتی مراسلے کے اجرا کا کچھ حاصل نہیں بجز اس کے کہ چور کو آگاہ کر دیا جائے کہ جاگ ہوگئی ہے' اور وہ اپنا کام زیادہ ہوشیاری کے ساتھ کرے۔

ہمیں اندیشہ ہے کہ جن افسروں کے نام یہ گشتی مراسلہ جاری کیا گیا ہے' ان میں کتنے ہی لوگ ہوں گے جو اس فہرست میں آتے ہوں گے جن سے خبردار رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔"

(روزنامہ "تسنیم" ۸/دسمبر ۱۹۵۶ء
بحوالہ "ربوہ کا پوپ" ص ۱۴۱)

ایک امتحان' ایک آزمائش:

اب قلم کا مسافر اپنی منزل تک رسائی کے آخری مراحل میں ہے' وہ اپنے ہم سفروں کو زیادہ زحمت نہیں دینا چاہتا "قادیانی' اسرائیلی اتحاد" آپ کے سامنے کھل کر آچکا ہے' قادیانیوں کی یہودی فوجی ٹریننگ کا منظر بھی آپ دیکھ چکے ہیں' ریاست ربوہ کے محکمہ انٹیلی جنس کی خفیہ خبریں بھی آپ سن چکے ہیں۔ اب ذرا عالم اسلام میں قادیانیت کے اثر و رسوخ پر بھی نظر ڈال لیجیے۔ پاکستان کے کلیدی شعبے بدستور قادیانیت کے قبضے میں ہیں' پاکستان کی اقتصادیات پر قادیانیوں کا خاصا تسلط ہے' بقول علامہ عزیز انصاری:

"۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مرزائیوں نے اپنا محاذ بدل لیا' اور پاکستان کے سیاسی اور اقتصادی اداروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی' اور امریکہ میں جو مقام یہودیوں کو حاصل ہے' وہی انہوں نے پاکستان میں حاصل کرنا چاہا۔"

(ہفت روزہ "چٹان"
۵/جنوری ۱۹۷۰ء ص ۱۸)

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مرزائیوں نے اپنا محاذ بدل لیا اور پاکستان کے سیاسی اور اقتصادی اداروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور امریکہ میں جو مقام یہودیوں کو حاصل ہے وہی انہوں نے پاکستان میں حاصل کرنا چاہا

فوج سے لے کر ملک کے ہر چھوٹے بڑے محکمہ کی پالیسی ساز باڈی میں قادیانی اب بھی دخیل ہیں' معلوم ہوا ہے کہ سب سے بڑے اسلامی ملک انڈونیشیا میں مذہبی امور کا وزیر اور اس کا سیکریٹری قادیانی ہیں' اسی طرح دیگر اسلامی ممالک میں بھی...... جہاں قادیانیوں کی ملازمت پر پابندی نہیں...... اہم ترین مناصب پر قادیانی فائز ہیں۔

اب میں یہ مفروضہ پیش کرتا ہوں ...... جو محض مفروضہ نہیں بلکہ بڑی حد تک حقائق و واقعات کی صحیح تصویر ہے..... کہ قادیانیوں کی عالمی تحریک جس کا ہیڈ کوارٹر ربوہ ہے' اور جس کا ہر فرد ایک واجب الاطاعت ''خلیفہ'' کے ماتحت کام کرتا ہے' یورپ' یہودیت اور ہندوستان کا آلہ کار اور جاسوس ہے..... فرض کیجئے پاکستان کے فوجی اور دفاعی راز قادیانی شاخ کے ذریعہ ...... جو ہندوستان میں ہے..... انڈونیشیا پہنچائے جاتے ہیں۔ عالم اسلام کی رپورٹ مرکز لندن کی وساطت سے استعماری طاقتوں کو مہیا کی جاتی ہے' مشرق وسطی کے خفیہ راز اسرائیل مرکز کے ذریعہ صیہونیوں کو بھیجے جاتے ہیں' اور خلافت ربوہ کا یہ محکمہ اطلاعات تمام اسلام دشمن طاقتوں کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا عالم اسلام نے قادیانیوں کی جاسوسی اور خفیہ سازشوں سے تحفظ کا کوئی انتظام کیا ہے؟ اور کیا اس وقت تک اس کی ضرورت بھی کسی کے گوشۂ ذہن میں آئی ہے؟

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلے سے قادیانی جارحیت کا تدارک نہیں ہوا بلکہ اس فیصلہ نے عالمی سطح پر قادیانی تحریک کو پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے خلاف اور بھی برافروختہ کردیا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستانی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کو آگاہ کردیا ہے کہ وہ قادیانیوں کی ''تبلیغ اسلام'' کے مصنوعی خول سے ہوشیار رہیں' پاکستان کے اس فیصلہ کے احترام میں بعض دیگر اسلامی ممالک نے بھی کچھ اقدامات کئے ہیں' یہ فیصلہ اپنی جگہ لائق صد تحسین ہے' لیکن سوال یہ ہے کہ پاکستان' مشرق وسطی اور عالم اسلام کو قادیانیت کی زیرزمین سرگرمیوں سے جو خطرہ لاحق ہے' کیا یہ فیصلہ اس کا شافی جواب ہوسکتا ہے؟

جس کافر اور باغی گروہ کے روابط اعداء اسلام سے موجود ہوں' جو تنظیم طاغوتی سامراج کی آلہ کار ہو' جس کے سپاہی صیہونی فوج میں شامل ہوکر مسلمانوں پر آگ برسارہے ہوں' جو عالم اسلام کو ڈائنامیٹ سے اڑادینے کا فیصلہ کئے ہوئے ہو' جس کا جاسوسی نظام کسی اسلامی ملک کی پوری مشینری کو مفلوج کردینے کے درپے ہو' جس

صیہونیت اور قادیانیت کا اتحاد' پاکستان اور عالم اسلام کے لئے ایک ہولناک خطرہ کا نشان اور قائدین ملت کی فراست و تدبر کے لئے ایک آزمائش اور امتحان ہے

کے افراد اسلامی ممالک میں کلیدی عہدوں پر فائز ہوکر بھی ایک واجب الاطاعت خلیفہ کے اشاروں پر کار خاص میں سرگرم عمل ہوں' کیا ایسی جماعت کے لئے صرف ''غیر مسلم اقلیت'' کا کاغذی تعویذ آئین کے گلے میں لٹکا دینا کافی ہے؟ کیا اس ''منتر'' سے ان کی سرگرمیاں بند ہوگئیں؟ کیا انہوں نے اسلامی شعائر کی توہین کا مکروہ عمل ترک کردیا؟ کیا ان کی وہ کتابیں جن میں انبیأ کرام اور اکابر امت کو برہنہ گالیاں دی گئیں ہیں' ان کی اشاعت ختم ہوگئی؟ کیا طاغوتی طاقتوں سے ان کا رابطہ ختم ہوگیا؟ کیا انہوں نے اسلام کش سازشوں سے توبہ کرلی؟ افسوس ہے کہ ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے' اور اس سے بڑھ کر قابل افسوس یہ ''خوش فہمی'' ہے کہ معرکہ سر کرلیا۔

بلاشبہ قادیانی کافر ہیں۔ آج سے نہیں بلکہ ۱۳۰۱ھ سے کافر ہیں' جب مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ نعرہ لگایا تھا کہ:

''منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد''

(تریاق القلوب ص۳ خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

لیکن اگر وہ صرف ''کافر'' ہوتے تو دنیا میں اور بہت سے کافر ہیں' قادیانی تحریک صرف اسلام سے باغی نہیں بلکہ یہ صیہونیت اور فری میسن کی طرح ایک خفیہ سیاسی تنظیم ہے' اور یہودی فوجوں میں قادیانی سپاہیوں کی شمولیت اور مغربی جرمنی میں چار ہزار قادیانیوں کی گوریلا تربیت نے اسے ایک دہشت پسند تنظیم ثابت کردیا ہے۔

صیہونیت اور قادیانیت کا اتحاد پاکستان اور عالم اسلام کے لئے ایک ہولناک خطرہ کا نشان اور قائدین ملت کی فراست و تدبر کے لئے ایک آزمائش اور ایک امتحان ہے' قادیانیت نے عالم اسلام سے فیصلہ کن معرکہ آرائی کا منصوبہ طے کرلیا ہے' اور خلیفہ ربوہ نے آئندہ صدی میں (یعنی اکیسویں صدی میں) تمام دنیا پر چھاجانے اور عالم اسلام کو کھاجانے کا اعلان جنگ کردیا ہے۔ قادیانی مشینری کے تمام کل پرزے' لندن سے حیفا تک اور حیفا سے قادیان تک' اس اعلان مبارزت پر بڑی تیزی سے حرکت میں آچکے ہیں' اور اکیسویں صدی

ختم نبوة

میں ’’غلبہ احمدیت‘‘ کے لئے سازشوں کا وسیع منصوبہ تیار کرلیا گیا ہے۔

پس چہ باید کرد؟

حریم اسلام کی پاسبانی علماً کے قلم اور سلاطین کی تلوار کے سپرد ہے‘ لیکن افسوس ہے کہ انگریز کے دور غلامی نے سلاطین کے ہاتھ سے ’’سیف جہاد‘‘ اور علماً کے ہاتھ سے ’’قلم خاراشگاف‘‘ چھیننے کی کوشش کی۔

علماً کے قلم نے آج سے ۹۵ سال پہلے یہ فیصلہ رقم کیا تھا کہ ’’قادیانی غیر مسلم ہیں‘‘ افغانستان کی حکومت نے نوک تلوار سے اس فیصلے پر دستخط کئے اور قادیانیوں کو ارتداد کی سزا میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ آج کی مہذب دنیا جو معمولی سے حکومت کے باغی کو گولی سے اڑا دینے کا معمول رکھتی ہے‘ اس نے شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کی سزائے موت کو وحشیانہ قرار دیا‘ اور ہمارے تہذیب یافتہ طبقہ نے‘ جو انگریز کی ہر بات پر ایمان بالغیب لانے کا خوگر تھا‘ اس وحشیانہ پروپیگنڈے کو خوب ہوا دی۔

اگر مسلمان حکمرانوں کی غیرت نے حریم نبوت کا تحفظ کیا ہوتا اور قادیانیوں پر ’’من بدل دینہ فاقتلوہ‘‘ کی سزائے ارتداد جاری کی ہوتی‘ تو ۹۵ برس تک عالم اسلام ’’تماشائے عبرت‘‘ نہ بنا رہتا اور آج قادیانی نبوت کے گماشتوں کو یہ حوصلہ نہ ہوتا کہ وہ بیت المقدس اور مکہ و مدینہ پر نظریں جمائیں اور عالم اسلام کو آنکھیں دکھائیں۔

حیرت و حسرت کا مقام ہے کہ قادیانیوں کے بارے میں ۱۳۰۱ھ میں جو فیصلہ علماً نے لکھا تھا‘ ہمارے ذہین طبقہ نے اس کو سمجھنے کے لئے ایک صدی کی طویل مدت صرف کی‘ آج میں سوچتا ہوں تو بے چین ہوجاتا ہوں کہ اگر مسلمان کی فہم و فراست اور تدبر و عاقبت اندیشی کا یہی معیار قائم رہا تو ہمارے ارباب اقتدار کو قادیانیوں کی گہری سازشوں کے سمجھنے اور ان کا صحیح تدارک کرنے کے لئے کتنی صدیوں کا عرصہ درکار ہوگا؟

کاش! میں کہیں سے صور اسرافیل مانگ لاتا‘ جس سے کفر کی زمین میں زلزلہ آجاتا‘ الحاد و زندقہ کے جگر شق ہوجاتے‘ صدیوں کے جمود و غفلت کے پردے چھٹ جاتے‘ مردہ دلوں میں یکا یک زندگی کی لہر دوڑ جاتی‘ اور ملک و ملت کے محافظ ان غداران اسلام‘ باغیان محمدؐ اور دشمنان ملت قادیانیوں کی ہلاکت آفرین سازشوں کا تدارک کرنے کے لئے: ’’اینقص فی الدین و انا حی‘‘ کا نعرۂ کفر سوز لگاتے ہوئے کھڑے ہوجاتے:

نوائے تلخ تری زن چوں ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر میخواں چو محمل را گراں بینی

ہمیں اسلام کے بارے میں الحمدللہ! کوئی تشویش نہیں‘ اس کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالیٰ نے خود لیا ہے‘ اور وہ اس کی حفاظت کے لئے خود ہی اسباب بھی پیدا فرما دیتا ہے‘ ہمیں جس چیز نے بے چین کر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر یہ کیا جادو چل گیا ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کسی سازش کا نوٹس نہیں لیتے اور ان کی آنکھیں اس وقت کھلتی ہیں جب پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے اور وقت اپنا انمٹ فیصلہ لکھ کر فارغ ہوجاتا ہے۔

ہمارے نزدیک قادیانی‘ صیہونی سازش کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ قادیانیت کو صیہونیت کی طرح ایک دہشت پسند سیاسی تنظیم تسلیم کرتے ہوئے اس کی تمام سرگرمیوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے‘ اس تحریک کا کوئی فرد کسی اسلامی ملک میں کسی سرکاری منصب پر فائز نہ ہو‘ اس کے ارکان کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھی جائے‘ اور جن افراد کا کسی بیرونی سازشی جماعتوں سے رابطہ ثابت ہوجائے‘ انہیں بغاوت کی سزا دی جائے‘ اور ہر مسلمان یہ نوٹ کرلے کہ کوئی قادیانی کسی حالت میں بھی اسلامی ملک کا وفادار شہری نہیں ہوسکتا‘ ہرگز نہیں ہوسکتا‘ اس لئے کہ ہر قادیانی اسلام کے قلعہ کو مسمار کرکے اس پر ’’احمدیت‘‘ کا قصر تعمیر کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے۔

ہمارے نزدیک قادیانی‘ صیہونی سازش کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ قادیانیت کو صیہونیت کی طرح ایک دہشت پسند سیاسی تنظیم تسلیم کرتے ہوئے اس کی تمام سرگرمیوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے‘ اس تحریک کا کوئی فرد کسی اسلامی ملک میں کسی سرکاری منصب پر فائز نہ ہو

حق تعالیٰ شانہ تمام اعدائے اسلام سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمارے ارباب اقتدار کو ان فتنوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆............☆☆

مسلمانوں کے مسائل اور ان کا دینی فریضہ

مولانا سید محمد واضح رشید ندویؒ

اس میں کوئی شک نہیں کہ مغربی سامراج' عیسائی مشن اور صیہونیت' ماسونیت اور صلیبی تنظیموں اور ان سے تعلق رکھنے والے اہل قلم نے اسلام کی شکل کو مسخ کرنے اور مسلمانوں کے بارے میں بدگمانیاں اور فرضی کہانیاں عام کرنے اور ان کی شاندار تاریخ کو بگاڑ کر پیش کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے' اور اسلام کی منصفانہ اور مصلحانہ تعلیمات کو مسخ شدہ شکل میں پیش کر کے مسلمانوں کے ذہنوں میں شکوک اور بے اعتمادی اور غیر مسلموں کے ذہنوں میں اسلام سے نفرت کے بیج بوئے ہیں اور مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کرنے' ان میں خلفشار وانتشار پیدا کرنے' انہیں قوت اور اصلاح کے سرچشموں سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے' اپنے سامراجی عہد میں ملت کے مختلف حلقوں میں دشمنی پیدا کرنے اور مسلم ممالک میں باہمی نزاع پیدا کرنے کی زبردست کوششیں کی ہیں' مغربی ممالک اب بھی ایسی تنظیموں کو فروغ دینے میں مصروف ہیں اور ان کے دائرہ کار کو وسیع کر رہے ہیں جو مسلمانوں کے متحد ہونے اور صحیح اسلام کی طرف واپس آنے کے عمل میں رکاوٹیں پیدا کر رہی ہیں' لٹریچر اور میڈیا کے ذریعہ اسلام سے بے اعتمادی پیدا کرنے والے تصورات ونظریات کو عام کیا جا رہا ہے' اس مسئلہ میں کسی ایسے شخص کو شک نہیں ہو سکتا جس نے گزشتہ صدی کی تاریخ اور سامراجی منصوبوں' سازشوں اور اس کے زیر اثر قائم تعلیم وتربیت کے نظام اور میڈیا کے طرز عمل اور طریقہ کار کا مطالعہ کیا ہو۔

عہد ماضی میں مستشرقین نے اسلام سے نفرت پیدا کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور تعصب اور نفرت کا لٹریچر تیار کیا جو اسلام اور مسلمانوں سے بدگمان کرنے کا کام انجام دیتا ہے۔ انہوں نے قرآن' حدیث' سیرت اور تاریخ اسلام کو اپنے تصورات اور تاویلات کو پھیلانے کا وسیلہ بنایا۔

موجودہ دور میں جب سے ان کا مسلمانوں سے براہ راست رابطہ قائم ہوا اور اسلامی معاشرے میں رہ کر مسلم مفکرین سے تبادلۂ خیال کا موقع ملا' تو بہت سے مغربی اہل قلم کے طریقہ فکر میں تبدیلی آئی اور غیر مسلم مفکرین کے قلم سے اسلام اور مسلمانوں کی نسبت غیر جانبدارانہ کتابیں شائع ہوئیں۔ بعض ناقدین ومفکرین نے اس بات کا اعتراف کیا کہ مغرب نے اسلام کی جو تاریخ پیش کی ہے وہ غلط فہمی یا شرآمیزی پر مشتمل ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ اسلام کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنا چاہئے' انہوں نے اعتراف کیا کہ مسلمان بھی دوسری قوموں کی طرح امن پسند ہیں اور تشدد کے واقعات کا ارتکاب جو عناصر کرتے ہیں ان کے اسباب و دواعی سیاسی اور اقتصادی ہیں' نہ کہ اسلامی تعلیمات' انہوں نے مسلمانوں سے مذاکرات کی دعوت دی اور اس پر یورپ کے کئی ملکوں میں عمل بھی ہوا۔

برطانوی ولی عہد شہزادہ چارلس کے بعد برطانوی وزیر خارجہ رابن کک کا چند ہفتے پہلے ایک بڑا منصفانہ اور ہمدردانہ بیان آیا ہے' اسی طرح جرمنی کے نئے چانسلر جیرالاشرودر نے اسلام کا اعتراف کیا ہے اور اسلام کی تعلیم کی اجازت دی ہے جبکہ سابق چانسلر کوہل اسلام کو مغربی تہذیب کے لئے خطرہ قرار دیتے تھے۔

اسی طرح اسلام کے بارے میں رویہ بدلنے کی دعوت مختلف مغربی مفکرین کی طرف سے دی جارہی ہے' جس سے اسلام کے بارے میں مغرب کے رویہ میں تبدیلی کے آثار نظر آتے ہیں' عیسائیوں کی ایک جماعت صلیبی جنگوں کے سلسلہ میں مسلمانوں سے معافی مانگنے پر آمادہ ہے۔ اس جماعت نے مختلف ملکوں کا دورہ کر کے مسلمانوں سے معافی مانگی ہے۔

سامراجیت نے اپنے طویل زمانہ میں مسائل پیدا کئے' اس میں شک نہیں لیکن اسلامی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ ان مسائل کو فراست ایمانی و دانائی سے حل کرتی اور اس جال میں پھنسنے سے مسلمانوں کو بچاتی لیکن اس کے برعکس ان مسائل کے حل کے لئے کوئی بڑا اقدام نہیں کیا گیا۔ سامراج نے جہالت وناخواندگی اور فقر وفاقہ جیسے مسائل پیدا

ختم نبوت

کئے' اس کے لئے تعلیم کے فروغ کے لئے کوشش کی جانی چاہئے تھی' معاشی و اقتصادی معیار کو بلند کرنے کے لئے جدوجہد کی ضرورت تھی' ایسی کوششیں دوسرے ممالک میں کی گئیں جو سامراج کا شکار ہوئے اور جنگ کی وجہ سے تباہی سے دوچار ہوئے' ان کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں' نتیجتاً یہ ممالک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں آ گئے۔

سامراج نے اسلامی ممالک میں ایسے اختلافات اور کشمکش پیدا کی جن کو اسلامی تعلیم اور اخلاق کی روشنی میں حل کرنا چاہئے تھا اور اسلام کے سکھائے ہوئے اصولوں پر عمل کر کے حلم و بردباری کا معاملہ کرنا چاہئے تھا' لیکن عالم اسلام میں پڑوسی ملکوں کے مابین جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں' اور ایک مسلم ملک دوسرے مسلم ملک کے معاملات میں دخل اندازی کرتا ہے یہ باہمی نزاع ان ممالک کو کمزور کر رہا ہے۔ اس طرح کے نزاع مغربی ممالک کو دخل اندازی کرنے کا موقع فراہم کر رہے ہیں' اور اس کا بوجھ خود مسلم ممالک کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

سرزمین یورپ نے ایسے ایسے مکاتب فکر و فلسفہ اور تخریبی تحریکوں کو جنم دیا جو اسلامی تہذیب و ثقافت کو مٹا رہی ہیں اور اسلام کے اثر کو کمزور کر رہی ہیں۔ یہ تنظیمیں عالم اسلام میں سرگرم عمل ہیں اور یورپی ممالک کی نگرانی و کفالت میں آزادی کے ساتھ اپنے افکار و خیالات پھیلا رہی ہیں۔ اسلامی ممالک ان کے مقابلہ کے لئے علمی اور ذہنی طور پر تیار نہیں بلکہ اگر ان کا مقابلہ کرنے کا کوئی ارادہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ معاندانہ رویہ اپنایا جاتا ہے۔

عالم اسلام میں بہت سی غیر سرکاری دعوتی اسلامی تحریکیں اور اقتصادی و اجتماعی تنظیمیں کام کر رہی ہیں' لیکن یہ سب ایک دوسرے سے الگ اور باہم متعارض ہیں۔ کئی کئی تنظیمیں ایک ہی میدان میں کام کر رہی ہیں جس کی وجہ سے باہمی تعارض و نزاع اور ان کے لیڈروں میں باہمی تصادم واقع ہوتا ہے۔

بعض ملی تنظیمیں دوسری ملی تنظیموں کی مساعی اور کوششوں کو رائیگاں کر رہی ہیں اور بعض اوقات ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو جاتی ہیں' اس طرح کوششیں ضائع ہو رہی ہیں' بالفاظ دیگر ایک ہی وقت میں تعمیری و تخریبی دونوں کام ہو رہے ہیں' جبکہ ہم دوسری قوموں کے اداروں اور تنظیموں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اسلام دشمنی میں متحد ہیں' حالانکہ مسلمانوں کی شان امتیازی تعاون' تسامح اور اخلاص ہونی چاہئے۔

یہ عدم تعاون دینی اور تعلیمی اداروں میں بھی پایا جاتا ہے تو اقتصادی اور سیاسی اداروں کا تو پوچھنا ہی کیا؟ مسلمانوں کے باہمی اختلافات اور ملی مسائل میں یکجہتی کی کمی اور دشمن کے فریب سے عدم واقفیت مسلمانوں کے لئے خارجی خطرات کے مقابلہ کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔

☆☆.................☆☆

بعض مغربی ناقدین و مفکرین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مغرب نے اسلام کی جو تاریخ پیش کی ہے وہ غلط فہمی یا شرآمیزی پر مشتمل ہے' مسلمان بھی دوسری قوموں کی طرح امن پسند ہیں

بقیہ کامیاب زندگی

کر تم نے جو کچھ کھا لیا وہ مٹی ہو گیا اور تم نے جو پہن لیا وہ چیتھڑا ہو کر کچرا خانے میں گیا' اور تم نے جو چھوڑ دیا وہ تمہارے وارثوں کا ہے' جنہیں بھول کر یاد کریں یا نہ کریں' مطلب یہ کہ تمہارے لئے تو بس وہی ہے جو تم اپنی زندگی میں کر جاؤ گے۔

بھائی! یہ مال چھوٹ جانے والا ہے' یہ دولت مٹ جانے والی ہے' یہ زندگی فنا ہو جانے والی ہے' یہ محل و مکان سب یہیں رہ جانے والے ہیں۔ اگر ہم اس کو سوچا کریں اور قرآن پاک کو غور سے پڑھیں اور قیامت کے دن کو یاد کریں تو ہماری حالت بدل جائے' اللہ کا خوف پیدا ہو جائے' دنیا اور اس کے ساز و سامان میں دل نہ لگے' ہمارے اکابر کا یہی حال تھا' ان پر ہر وقت اللہ کا خوف طاری رہتا تھا۔ اس لئے ان کو کسی حال میں چین نہیں آتا تھا' وہ قیامت کے دن کو اور وہاں پیش آنے والی چیزوں کو ہر وقت یاد رکھتے تھے۔ اسی بنا پر وہ ساری ساری رات جاگ کر عبادت میں گزار دیتے تھے' اللہ کے نیک بندوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> "ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں' اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے ہیں' اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں (مطلب یہ کہ ایمان والوں کی یہ صفات ہیں) سو کسی شخص کو خبر نہیں جو کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے' یہ ان کے نیک اعمال کا صلہ ملا ہے۔" (پ:۲۱)

ختم نبوۃ

مسیلمۂ قادیان کے بارہ نشان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

واضح ہو کہ فرقہ مرزائیہ کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ۱۲۶۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔ (ریویو ج۲۱ نمبر۵ ص۱۵۴)

مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔ (مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی' کتاب سیرۃ المہدی حصہ اول ص۷)

مرزا غلام احمد نے مولوی فضل الٰہی صاحب' مولوی فضل احمد صاحب' مولوی گل علی شاہ صاحب سے قرآن مجید' چند فارسی کتابیں' صرف کی بعض کتابیں' نحو اور منطق سیکھا اور بعض طبابت کی کتابیں اپنے والد حکیم غلام مرتضیٰ صاحب سے پڑھیں۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۸تا۱۵۰' خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰'۱۸۱ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے مامور من اللہ' مسیح موعود' مثیل مسیح' مہدی موعود' رجل فارسی' حارث' کرشن' اوتار' محدث' مجدد' امام زمان' ابن مریم سے بہتر' نبی اللہ اور رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا قادیانی ۶۹ برس کی عمر پا کر ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہوا تھا۔ اس کے جھوٹا ہونے پر میں مرزائی لٹریچر سے ذیل میں عجیب و غریب دلائل درج کرتا ہوں:

مراق اور مرزا قادیانی:

۱:......''فرمایا کہ دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی' جو اس طرح وقوع میں آئی' آپ نے فرمایا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا' تو وہ دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔ تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں' ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔'' (اخبار بدر قادیان ج۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷/جون ۱۹۰۶ء ص۵ کالم نمبر۲ اور رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۱ نمبر۲ بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء ص۵' ملفوظات ج۸ ص۴۴۵)

حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ

۲:......''میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں' پھر بھی آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں' حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے' مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔'' (منظور الٰہی مرزائی کی کتاب منظور الٰہی ص ۳۲۸' اخبار الحکم قادیان ج۵ نمبر۴۰ مورخہ ۳۱/اکتوبر ۱۹۰۱ء ص۹ ملفوظات ج۲ ص۳۷۶)

۳:......''حضرت اقدس نے فرمایا: مجھے مراق کی بیماری ہے۔'' (رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج۲۴ نمبر۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۲۵ء ص۳۵)

۴:......''حضرت صاحب نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مراق ہے۔'' (رسالہ ریویو ج۲۵ نمبر۸ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص۲)

۵:......''واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر' درد سر' کمی خواب' تشنج دل' بدہضمی' اسہال' کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔'' (رسالہ ریویو ج۲۶ نمبر۵ بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص۸)

۶:......''اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے۔'' (کتاب اصل ریاض نور الدین حصہ اول ص۲۱۱)

۷:......''بدہضمی اور اسہال بھی اس مرض میں پائے جاتے ہیں' اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹیریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا۔'' (رسالہ ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۲۸ء ص۶)

۸:......''نبی میں اجتماع توجہ بالارادہ ہوتا ہے۔ جذبات پر قابو ہوتا ہے۔''

(رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص ۳۰)

ہسٹیریا (ہاؤ گولہ) کا دورہ:

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

۱:...... ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا' جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہوگیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا' اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی' مگر یہ دورہ خفیف تھا' پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کردو' والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہوگئی ہے' میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے' میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے' پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا' اور غشی کی سی حالت ہوگئی' والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔''

(سیرۃ المہدی ج ا ص ۱۶ نمبر ۱۹)

۲:...... ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے' بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔''

(کتاب سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۵ نمبر ۳۶۹)

۳:...... ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت موعود کو سخت دورہ پڑا' کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے' پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا' والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے' مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا' کبھی ادھر' کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔''

(کتاب سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۲ نمبر ۳۶)

۴:...... ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اس کو ہسٹیریا' مالیخولیا' مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی' کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔''

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۶'۷)

سوسو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب کا آنا:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''میں ایک دائم المریض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جس کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا' وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں۔ جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے' اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصے بدن میں ہے' وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے' اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔'' (کتاب ضمیمہ اربعین نمبر ۳'۴ ص ۴ خزائن ص ۴۷۰ ج ۱۷)

اسہال (دست):

(الف):...... مرزا قادیانی نے کہا:

''باوجود یہ کہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں' مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔'' (کتاب منظور الٰہی ص ۳۲۸'۳۲۹ بحوالہ اخبار الحکم ج ۵ نمبر ۴۰' ملفوظات ج ۲ ص ۳۷۶)

(ب):...... ''یہ تو امر واقع ہے کہ حضرت صاحب کو بدہضمی' اسہال اور

دوران سر کی عموماً شکایت رہتی تھی۔“ (رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۸ ص ۲)

دوران سر:

”ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں' ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں' اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۰۷' خزائن ص ۳۲۰ ج ۲۲)

”صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے' تا دو زرد رنگ چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے۔ دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس سال سے ہے' جو مجھے لاحق ہے' جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک میں دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۶۳' ۳۶۴' خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۷)

حافظہ اچھا نہیں:

”حافظہ اچھا نہیں' یاد نہیں رہا۔“ (کتاب نسیم دعوت ص ۷۱' خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۹ حاشیہ اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۲ نمبر ۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۰۳ء ص ۱۵۳ حاشیہ)

”میرا حافظہ بہت خراب ہے' اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں' یاددہانی عمدہ طریقہ ہے' حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔“ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۳ ص ۲۱)

مرزا قادیانی کی بیوی کو مراق:

”میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے' کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے۔“ (اخبار الحکم قادیان ج ۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء ص ۴ کالم ۳)

مرزا قادیانی کے بیٹے کو مراق:

”حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔“ (رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۲۵ نمبر ۸ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱)

میاں محمود احمد قادیانی کا استاد:

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے فرمایا:

”گو مثال تو ایک پاگل کی ہے' پھر ایسے پاگل کی جو اب فوت ہو چکا ہے اور گو وہ ایک ایسے پاگل کی مثال ہے جو میرا استاد بھی ہے مگر بہرحال اس سے عشق کی حالت نہایت واضح ہو جاتی ہے' ایک میرے استاد تھے جو اسکول میں پڑھایا کرتے تھے بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے ہیں' ان کا نام مولوی یار محمد تھا۔“ (اخبار الفضل ج ۲۲ ص ۷ قادیان مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۵ء ص ۹ کالم ۳)

نتیجہ:

۱:.....مرزا قادیانی ایک دائم المریض آدمی تھا۔
۲:.....اس کو مرض مراق تھا۔
۳:.....ہسٹیریا کا دورہ پڑتا تھا۔
۴:.....اس کو دردِ سر تھا۔
۵:.....دوران سر تھا۔
۶:.....کم خوابی۔
۷:.....تشنج دل۔
۸:.....اسہال۔
۹:.....کثرت پیشاب۔
۱۰:.....ہاضمہ خراب تھا۔
۱۱:.....حافظہ خراب تھا۔
۱۲:.....مرض ضعف دماغ۔

اگر کوئی مرزائی کہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو ان کے ان مخالفوں نے مجنون' ساحر' شاعر کہا تھا۔ تو جواب یہ ہے کہ:

”قرآن شریف یا کسی صحیح حدیث نبوی یا موقوف روایت میں یہ نہیں آیا کہ خدا کے کسی نبی و رسول نے خود اقرار کیا ہو کہ مجھے مراق کی بیماری ہے یا باؤ گولہ مرض کا دورہ پڑا تھا۔ یہ بات یاد رکھو کہ قرآن مجید میں ہے کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں پر دشمنوں نے طعن کیا' لیکن کسی نبی اور رسول نے خود اقرار نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد رئیس قادیان نے باوجود مدعی نبوت و رسالت ہونے کے خود تسلیم کیا ہے کہ مجھے مراق کی بیماری ہے اور حافظہ اچھا نہیں ہے اگر کوئی مرزائی کہے کہ مرض مراق اور ہسٹیریا نبوت اور رسالت کے کیوں منافی ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ خدا کے رسول اور نبی کا دماغ اعلیٰ ہوتا ہے' حافظہ عمدہ ہوتا ہے' خدا کے نبی اور رسول کو مرض جنون' مالیخولیا' مرگی' سودا' مراق اور باؤ گولہ (ہسٹیریا) نہیں ہو سکتا ہے' نہ ہوتا ہے کیونکہ ان مرضوں میں مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا ہے' مریض کا حافظہ اچھا نہیں رہتا ہے۔ اگر کوئی مرزائی کہے کہ ہسٹیریا (باؤ گولہ) تو عورتوں کو ہوا کرتا ہے تو جواب یہ ہے کہ حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی مرحوم کی کتاب ”مخزن حکمت“ (جلد دوم ص ۹۶۹) پر (زیر مرض ہسٹیریا) لکھا ہے۔ یہ مرض عموماً عورتوں کو ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ شاذ و نادر مرد بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

کامیاب زندگی

حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڑھیؒ

یہ چند روزہ زندگی جو ہم کو دی گئی ہے یہ اسی وقت کامیاب بنے گی جب ہم تقویٰ اختیار کریں' اللہ سے ڈریں اور نافرمانی چھوڑ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف خدا کا یہ حال تھا کہ جب تیز ہوا چلتی اور آندھی آتی تو آپ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ کبھی اندر تشریف لاتے اور کبھی باہر تشریف لاتے' صحابہ کرامؓ پوچھتے کہ حضورؐ! آپ کا یہ کیا حال ہوتا ہے؟ تو فرماتے کہ مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ آ جائے' اسی طرح بادل کو دیکھ کر گھبراتے اور جب پانی برسنے لگتا تو خوش ہو جاتے تھے' یہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف کا حال تھا اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خوف کا حال سنئے:

حضرت صدیق اکبرؓ رات کو عبادت کرتے اور گریہ وزاری کرتے تھے اور فاروق اعظمؓ بھی رات کو نماز میں قرآن پڑھتے اور روتے تھے' حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی حال تھا کہ رات رات بھر اللہ کی بندگی میں گزارتے تھے' صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظامؒ کا بھی یہی حال تھا۔ ان کی زندگی تقویٰ کی زندگی تھی' وہ اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے تھے' ہماری زندگی من مانی زندگی ہو کر رہ گئی ہے' جو نفس کہتا ہے اور جو جی چاہتا ہے وہی ہم کرتے ہیں' ایسی زندگی کس کام کی؟ زندگی تو جبھی کامیاب ہوگی جب ہم اللہ سے ڈریں اور یہ دیکھ بھال لیں کہ ہم نے کل کے دن کا یعنی قیامت کا کیا سامان کیا ہے؟ ہم نے اگر مال و دولت جمع کیا' کاروبار کیا' محل و مکان بنایا' سب کچھ ہم نے مہیا کر لیا تو منع یہ بھی نہیں ہے' اچھا کیا' لیکن ہم کو یہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حال میں نہ بھولیں' قیامت کو نہ بھولیں' اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کو نہ بھولیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے گا' اور نفس کو خواہشات سے روکے گا تو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔"

اس لئے ہم کو چاہئے کہ نفس کی بات نہ سنیں کیونکہ نفس برائی کی طرف لے جاتا ہے' آیئے ہم سوچیں کہ آج ہماری یہ کیفیت کیوں نہیں ہے؟ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت صحیح معنوں میں نہیں رہ گئی ہے:

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

عشق و محبت کی چنگاری ہمارے دل کے اندر ہو تو اللہ کی نافرمانی سے ہم کو روک دے' یاد رکھئے! جب محبت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے تو انسان کو بغیر عمل صالح کے چین نہیں آتا' اس وقت اپنا ہی ایک شعر یاد آیا:

کمال عشق تو مر مر کے جینا ہے' نہ مرنا ہے
ابھی اس راز سے واقف نہیں ہیں ہائے پروانے

آج ہم اسراف بے جا کرتے ہیں' مال کو اللہ کی مرضی کے خلاف خرچ کرتے ہیں' قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم نے مال کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ کس طرح مال حاصل کیا؟ اور کس طرح اڑایا؟ ہم اپنے مال کو من مانی سے خرچ کرنے والے نہیں۔ اللہ کی مرضی کے خلاف مال کو خرچ کرنا جائز نہیں' اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں' اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی مرضی کے خلاف ناجائز کاموں میں خرچ کرتے ہیں یہی لوگ شیطان کے بھائی بند ہیں' پس ہم کو اللہ تعالیٰ مال دے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کو خرچ کریں' حساب کرکے اس کی زکوٰۃ نکالیں' کار خیر میں صرف کریں' مساجد کی تعمیر میں' بیواؤں' بے کسوں اور یتیموں کی مدد میں خرچ کریں' دینی مدارس کی خدمت میں حصہ لیں' یہ مدارس دین کی حفاظت کے قلعے ہیں' ان کی حفاظت بہت ضروری ہے' ان کی خدمت کرنا تمام مسلمانوں کے ذمہ ہے۔

بھائی! اللہ کا ذکر کرنا' اللہ کو یاد کرنا اور دین کے کاموں میں مشغول رہنا' یہی تو زندگی ہے۔ حدیث میں آتا ہے اور بہت موٹی سی بات ہے جو ہر ایک سمجھ سکتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

باقی صفحہ 22 پر

ارمغان مدینہ

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

مست بادل سر کہسار نظر آتے ہیں
فضل باری سے گراں بار نظر آتے ہیں

یہ جو صحرا، گل و گلزار نظر آتے ہیں
تیری رحمت ہی کے آثار نظر آتے ہیں

رشک صد یوسف کنعاں ہے مدینے کا نگار
دو جہاں طالب دیدار نظر آتے ہیں

تاج ہے ختم نبوت کا سر اقدس پر
گرد انوار ہی انوار نظر آتے ہیں

آج حسرت کی ہے تصویر قبا کی مسجد
سونے سونے در و دیوار نظر آتے ہیں

ان سیہ فام فقیروں کو حقارت سے نہ دیکھ
مجھ کو یہ صاحب اسرار نظر آتے ہیں

رند تو رند ہیں، زمزم کی صبوحی پی کر
زاہد خشک بھی سرشار نظر آتے ہیں

حلق ناموس محمدؐ پہ کٹانے والے
کچھ جو ہیں تو یہی احرار نظر آتے ہیں

جذب کامل ہو تو ملتا ہے حضوری کا شرف
چشم ظاہر سے بھی سرکار نظر آتے ہیں

بخت بیدار مبارک ہو انہیں، جن کو نفیس
خواب میں سیدِ ابرار نظر آتے ہیں

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخریںؐ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

- خریدار بنیئے — بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے